نمبر ۱۱ | مورخہ ۶ اگست سنہ ۱۹۲۹ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۹ صفر سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## مدینۃ المسیح

حضرت صاحب کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ تمام خاندان نبوت میں خیریت ہے۔ عزیزم طاہر احمد بھی اچھے ہیں۔
خاکسار حشمت اللہ

عموماً دوسرے تیسرے روز بارش ہو جاتی ہے۔ جمعہ کے دن دو بجے آدھ گھنٹہ تک زور کی بارش ہوئی۔ ہفتہ کی صبح بھی بارش ہوئی۔ قادیان کی منڈی میں پانچ چھ دکانیں پختہ بن چکی ہیں۔ ایک دو منزلہ ہے۔ گندم کی خرید فروخت ہوتی ہے۔

ریلوے سٹیشن کا پلیٹ فارم بارش کی وجہ سے قابل مرمت ہو گیا تھا۔ اب درست کیا جا رہا ہے۔ بالشٹ ٹرین مٹی اور مستعمل کوئلہ باہر سے لاتی ہے۔

## نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب محمد میاں صاحب تسلیم احمدی شاہجہانپور)

زمانہ میں خوشی کا دور ہے عشرت کا ساماں ہے
محمد مصطفےٰ اصل علےٰ کی دھوم ہے ہر سُو
جسے دیکھو خوشی سے آپؐ کی تعریف کرتا ہے
شہنشاہِ دو عالم آپؐ ہم سب آپؐ کے خادم
حضورِ پاک کی آمد سے دو عالم ہوئے روشن
بتایا آپؐ نے رستہ جو لے جاتا ہے تا منزل
تعجب کیا جو غیروں کو بھی ہو شوقِ ثنا خوانی
عطا ہم کو کیا قانونِ اکمل اور عمل اس کا
جو ہر حالت میں انساں کو بنائے صابر و شاکر
غلامی کو مٹایا جس نے سرکار دو عالم نے
بھلا تعریف ہو کس سے رسُولِ پاک احمدؐ کی

برنگِ گل خوش و خرم ہر اک مرد اہل ایماں ہے
ہر اک پیر و جواں دل سے محمدؐ کا ثنا خواں ہے
محبت آپؐ کی غیروں کے دل میں آج پنہاں ہے
یہی دیں ہے ہمارا اور یہی ہم سب کا ایماں ہے
یہی چہرہ ہے جس کا نور رشکِ مہرِ تاباں ہے
دکھائی راہ ہم کو آپؐ نے جو راہِ عرفاں ہے
یہ حیرت کیا جو حضرتؐ کا ہر اک دل سے ثنا خواں ہے
کہ جس کو دیکھ کر اہل خرد کی عقل حیراں ہے
وہ تعلیمِ کلام اللہ ہے تعلیمِ قرآں ہے
حضورِ سید کونین کا اک یہ بھی احساں ہے
مسیحِ وقت بھی جس کی مدح میں گوہر افشاں ہے

الٰہی جس طرح ہیں سینکڑوں شیدا محمدؐ کے
تسلیمِ بے نوا بھی تیرے پیارے کا ثنا خواں ہے

# تبلیغی رپورٹ جماعت احمدیہ پاڈنگ سماٹرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ پاڈنگ کی طرف سے ایک تفصیلی رپورٹ سماٹری زبان میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی جس کا ترجمہ حضور کے حکم سے سماٹری طلبا، احمدیہ سکول نے کیا ہے۔ اس کے بعض ضروری حصے درج ذیل کئے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

ماہ مئی میں جماعت احمدیہ پاڈنگ نے باہمی مشورہ کر کے ایک مکان پنتالیس روپیہ ماہوار کرایہ پر لیا۔ جو علاوہ جماعت کے خاص کاموں کے ان مہمانوں کی رہائش کے لئے بھی جو اسلام اور سلسلہ کے متعلق تحقیق کرنے کے لئے آتے ہیں۔ استعمال کیا جاتا ہے۔ جب سے مکان کا انتظام ہوا ہے۔ ہماری جماعت کو پہلے سے زیادہ کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ ماہ مئی ۱۹۲۸ء تک جماعت کی تعداد ۸۳ تھی۔ جو نومبر میں ۱۳۴ تک پہونچ گئی۔ گویا سات مہینے میں ۵۱ کی زیادتی ہوئی ؛

مولوی رحمت علی صاحب اور حاجی محمود احمد صاحب بہت تندہی اور محنت سے جماعت کو تعلیم دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مولوی رحمت علی صاحب نے جماعت کے ہر ایک فرد کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ روزانہ بلاناغہ لوگوں میں تبلیغ جاری رکھیں۔ تا لوگ جماعت احمدیہ کی تعلیمات سے واقف ہو جائیں۔ غیر لوگ قریباً تمام کے تمام ہمارے مقابلہ سے عاجز آ گئے ہیں۔ لیکن خفیہ طور پر قسم قسم کے فتنے برپا کرتے ہیں۔ تا دوسرے لوگ ہم سے دشمنی اور نفرت کریں۔ مثلاً لوگوں میں باتیں مشہور کرتے ہیں۔ کہ احمدیوں کے پاس قرآن کے چالیس سیپارے ہیں۔ احمدیوں کا کلمہ اور ہے۔ وغیرہ وغیرہ بے ہودہ اتہامات لگاتے رہتے ہیں۔ اگرچہ جماعت کے ہر ایک فرد کو مخالفت اور بائیکاٹ کی وجہ سے ہر قسم کی تکلیف پہونچی ہے۔ لیکن خدا تعالے کے فضل و کرم سے وہ تکالیف اور وہ مصائب ان کے لئے ترقی اور ایمان کی مضبوطی کا باعث ہو جاتی ہیں ؛

مذکورہ بالا مکان میں سوموار اور جمعہ کی شام کو قرآن کریم اور حدیث شریف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا درس ہوا کرتا ہے۔ یہ مکان ہر رات جماعت کے لوگوں سے پر ہوتا ہے مولوی رحمت علی صاحب اور حاجی محمود احمد صاحب کو آرام کرنے کی کوئی فرصت نہیں ملتی۔ کیونکہ دونوں ہر وقت جماعت کو تعلیم دینے، اور غیر لوگوں کو تبلیغ کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ احمدیہ سکول بھی اسی مکان میں ہے جس میں کہ اس وقت ۱۵ طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اکثر طلبہ احمدیوں کے بچے ہیں۔ اور کچھ ان لوگوں کے ہیں۔ جو جماعت کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔ فی الحال قرآن شریف کی تلاوت معہ ترجمہ اور ادب کی کتاب "درشراۃ المس مشیل دیکہ" پڑھائی جاتی ہے۔ اول ٹیچر حاجی محمود احمد صاحب ہیں۔ علاوہ ان کے دو اسسٹنٹ ہیں۔ گذشتہ ستمبر میں جماعت نے ایک اور ٹریکٹ نکالنا شروع کیا۔ شروع میں یہ ٹریکٹ تین دفعہ ماہوار نکلا کرتا تھا۔ لیکن اب دو دفعہ کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ ٹریکٹ مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور اخراجات کی مشکل صرف ہماری جماعت سے

اس وقت تک احمدیہ ٹریکٹ کے آٹھ نمبر تک شائع ہو چکے ہیں قارئین کے خطوط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ بہت شوق اور دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ جاوا سے بھی خطوط آئے ہیں۔ کہ ہمیں یہ ٹریکٹ باقاعدہ ارسال کرتے رہیں۔ دیہات میں بھی جماعت کی طرف سے تبلیغ کا انتظام ہے۔ حاجی محمود احمد صاحب مختلف گاؤں میں ہفتہ میں ایک دفعہ جاتے ہیں جس سے فائدہ ہوا ہے ؛

ماہ اگست ۱۹۲۸ء میں مولوی رحمت علی صاحب۔ حاجی محمود احمد صاحب۔ محمد طاہر صاحب اور رحمان مارہ سوتن صاحب ضلع پیا کومبوہ کی طرف بگنڈو زکریا صاحب کی موٹر پر سوار ہو کر گئے۔ ان کے وہاں جانے سے بہت اچھا اثر ہوا۔ وہ کئی ایک علماء سے ملنے گئے۔ لیکن وہ نہایت تنگ ظرفی اور بدسلوکی سے پیش آئے۔ ایک عالم حاجی عباس نامی مصر میں بھی رہ چکے۔ اور بہت مشہور عالم ہیں۔ لیکن افسوس۔ جب مولوی صاحب نے ان سے تبادلہ خیالات اور گفتگو کے لئے وقت مانگا۔ تو وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ بالآخر مولوی رحمت علی صاحب کو یہ کہنا پڑا۔ کہ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں۔ کہ آپ مجھے کچھ ہدایت اور ارشاد فرمائیں اگر آپ مجھے کچھ نہ ہدایت فرمائیں گے۔ تو خدا تعالے قیامت کے دن آپ سے سوال کرے گا۔ کہ کیوں تو نے ایک طالب حق کو راہ حق نہ دکھایا۔ جب کہ وہ تمہارے پاس آیا تھا۔ یہ عالم مرعوب ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے احمدیت کے متعلق بات کرنے سے گریز کیا۔ اس کے بعد دوسری جگہوں میں تبلیغ کی گئی۔ خدا کے فضل سے جتنے لوگ ہماری گفتگو اور تقریر سننے کے لئے آئے۔ متاثر ہوئے۔ اور ہمارے عقائد کی تصدیق کی۔ اس کے بعد مولوی صاحب اور آپ کے ساتھی (Dr. L. de. Vries Adviseur Amtenaar voor Inlansche Zaken) سے ملنے کے واسطے فورٹ ڈیکوک ٹھہر گئے۔ سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد وفد واپس پاڈنگ آ گیا پھر اکتوبر ۱۹۲۸ء میں ہمارے مکرم ابوبکر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پاڈنگ مع جناب مولوی صاحب اور حاجی محمد سامین صاحب (جو قادیان میں بھی رہ گئے ہیں) دوبارہ تبلیغ کے لئے پریامن شہر تشریف لے گئے۔ مخالفوں نے بہت سی روکاوٹیں پیدا کیں۔ ایک باثر عالم حاجی سوتن داب سے مباحثہ قرار پایا۔ مگر افسوس یہ مباحثہ درمیان ہی میں رہ گیا ؛

پریامن کے مخالف احمدیوں سے سخت بائیکاٹ کرتے ہیں۔ اور ان کی کوشش یہی ہے۔ کہ کسی طرح احمدیت کا خاتمہ ہو جائے (معاذ باللہ) لیکن ان باتوں کو دیکھ کر ہم ناامید نہیں ہوتے بلکہ ہمیں خدا تعالے سے پوری توقع ہے۔ کہ وہ دن جلدی آئے گا۔ جب ہماری کوششیں پھل لائیں گی۔ مخالفوں کی بدسلوکیوں اور ظلموں سے محض خدا کے فضل و کرم سے ہمارے قدم نہیں ہٹتے۔ بلکہ زیادہ مضبوط ہوتے جاتے ہیں۔

اس وقت جماعت احمدیہ پاڈنگ عورتوں کی خاص جماعت اور کمیٹی بنانا چاہتی ہے۔ جس میں صرف عورتیں کام کرتی ہوں۔ چنانچہ اس وقت مولوی صاحب اور حاجی محمود احمد صاحب چند عورتوں کو پڑھاتے ہیں۔ اور یہ عورتیں اس انجمن کا انتظام کریں گی۔ اور ہمارا ارادہ ہے۔ کہ ہم ایک الگ سکول عورتوں اور لڑکیوں کے لئے کھولیں۔ استانیاں اس وقت مولوی صاحب اور حاجی صاحب کے زیر تعلیم ہیں ؛

## انجمن ترقی تعلیم محبوب نگر کا سالانہ جلسہ

جلسہ ٹھیک چار بجے بصدارت جناب ناظم صاحب ضلع (بیرسٹر) منعقد ہوا۔ مولوی میر اسحاق علی صاحب (مولوی۔ فاضل) احمدی وکیل کی تقریر بعنوان "اشاعت تعلیم کے لئے کتب خانوں کی ضرورت" پر ہوئی۔ آپ نے دوران تقریر میں فرمایا۔ کہ ہمارا سب سے پہلا تیرہ سو سال قبل کا سب سے بڑا کتب خانہ قرآن حکیم ہے۔ یہی علوم و فنون کا منبع ہے۔ اسی سے تمام علوم کے سرچشمے پھوٹ نکلے۔ آجکل جو بڑے بڑے کتب خانے نظر آتے ہیں۔ وہ سب اسی کی تشریحات ہیں۔ تمام حضرات ہندو مسلم بحیثیت ایک علمی کتاب کے اس پر غور کریں یہی ایک کتاب ہے۔ جو ہماری اشاعت تعلیم و تربیت میں ہماری ممد و معاون ہو سکتی ہے۔ وغیرہ۔

اس کے بعد انجمن کے لئے چندہ کی تحریک ہوئی جس میں مولوی صاحب موصوف نے ایک گرانقدر عطیہ مالغہ ۱۱ روپے کا عطا فرمایا۔ ضروریات انجمن میں مستورات کے لئے زنانہ اخبار کی ضرورت تھی۔ خاکسار نے مصباح جاری کرانے کا اعلان کر دیا۔ حاضرین بہت خوش ہوئے۔ دیگر اصحاب نے بھی تقاریر فرمائیں۔ اور آخر میں جناب صدر صاحب (مولوی باسط علی خاں صاحب بیرسٹر) کی ایک فاضلانہ اور برمحل تقریر ہوئی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا ؛ خاکسار محمد عبدالرحیم از محبوب نگر۔

## اخبار احمدیہ

**تقرر امراء** جماعت احمدیہ سنور کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے چوہدری مہدی حسن خاں صاحب کو۔ اور جماعت احمدیہ آبادان کے لئے مرزا برکت علی صاحب کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے امیر مقرر فرمایا ہے۔

فتح محمد سیال۔ ناظر اعلیٰ قادیان

**تصحیح** الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں وصیت ۳۰۷۲ کے ذیل میں موصیہ کے خاوند کا نام مرزا محمد بیگ کی بجائے مرزا احمد بیگ لکھا گیا ہے۔ اور گواہ نمبر ۱ یعنی مرزا اسلام اللہ کی بجائے مرزا اسلام احمد لکھا گیا ہے۔ احباب تصحیح کر لیں ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان - مورخہ ۶ اگست ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

# ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ سماج نے اپنے سوامی دیانند جی کی مشہور کتاب "ستیارتھ پرکاش" کی کمزوریوں اور خلاف علم و عقل تعلیم سے آگاہ ہوکر اور ان اعتراضات کا کوئی جواب دینے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے جو اس کتاب میں درج شدہ امور پر کئے جاتے ہیں ۱۹۲۷ء میں اس کا ایک ایسا اُردو ایڈیشن شائع کیا۔ جس میں بہت کچھ تغیر و تبدل کرنے کے باوجود جہاں پہلے تمام ترجموں کو منسوخ کرتے ہوئے پہلے ہی صفحہ پر یہ اعلان کر دیا۔ کہ "ستیارتھ پرکاش کا صرف یہی ترجمہ مستند ہے" وہاں "اس مستند ترجمہ" کے متعلق بھی یہ کہہ کر اپنی گلو خلاصی کرانے کی کوشش کی کہ "جہاں تک سوامی دیانند سرسوتی جی کی رائے کا تعلق ہے۔ یہ ترجمہ سند تصور نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ان کی رائے کی سند ان کی اپنی اصلی تصنیف آریہ بھاشا ہندی کا ستیارتھ پرکاش ہے۔ شک اور تنازعہ کی صورت میں اسی کا حوالہ ہونا چاہیئے۔ ترجمہ ترجمہ ہے۔ اور اصل اصل۔ ترجمہ اصل نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ترجمہ میں مصنف کے پورے جذبات واضح ہوسکتے ہیں"

یہ اعلان محض اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" پر ناقابل تردید اعتراضات کی جو بوچھاڑ ہوتی رہتی ہے۔ اس میں کمی واقعہ ہو جائے۔ اور وقت پڑنے پر آریہ سماجی یہ عذر پیش کرکے مخلصی حاصل کرلیں۔ کیونکہ ہندی کی ستیارتھ پرکاش تک بہت کم لوگوں کی رسائی ہوگی ؎

حیرت ہے۔ جو لوگ آج اپنے جیسے ایک انسان کے کلام کے متعلق جو اسی ملک کی ایک زبان میں ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اس کا اردو ترجمہ خواہ بیسیوں پنڈت اور ودوان مل کر کریں۔ اور متعدد مرتبہ اس میں تغیر و تبدل کیا جائے۔ پھر بھی وہ مصنف کے خیالات پورے طور پر ادا نہیں کرسکتا۔ وہ اسی ستیارتھ پرکاش میں قرآن کریم کے غلط سلط اردو ترجمہ پر اعتراضات کو اپنے سوامی کا بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ سوامی دیانند عربی سے بالکل کورے تھے بلکہ اردو بھی اچھی طرح نہ جانتے تھے ؎

ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر خود آریہ ودوانوں کا کیا ہوا ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ شرومنی پرتی ندھی سبھا سے سند قرار دئے "شک اور تنازعہ کی صورت میں" پیش نہیں کیا جاسکتا تو براہ مہربانی بتایا جائے۔ قرآن کریم کا وہ اردو ترجمہ جس کے درست اور صحیح ہونے کا اعلان مسلمانوں کی کسی جماعت نے نہیں کیا۔ اس کی بنا پر سوامی دیانند جی کا اسلام اور قرآن کریم پر اعتراض کرنا کہاں تک معقولیت رکھتا ہے۔ اور اس طرح اعتراض کرنے کا انہیں کیا حق حاصل تھا ؎

سوامی جی نے قرآن کریم کے غیر مستند اُردو ترجمہ کی بناء پر بخیال خویش تمام قرآن پر اعتراضات کئے ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب جو بہت طول طویل ہے۔ اسی غرض سے مرتب کیا ہے۔ اگرچہ ایسے ترجمہ پر انہوں نے جو اعتراضات کئے ہیں۔ وہ بھی نہایت مضحکہ خیز اور سوامی جی کی قابل رحم دماغی اور ذہنی کیفیت کے مظہر ہیں۔ اور ان کی بارہا دھجیاں اڑائی جاچکی ہیں۔ لیکن اس وقت ہم اس اصل کی بناء پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ جو آریہ سماج نے اپنے ستیارتھ پرکاش کے مستند ترجمہ کے متعلق قرار دیا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ اس کے شائع کردہ ترجمہ کی بناء پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ بلکہ اصل ہندی ستیارتھ پرکاش کی بناء پر اعتراض ہو۔ اگر آریہ صاحبان اپنے "مستند اُردو ترجمہ" کے متعلق یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے مسلمان اس غیر مستند ترجمہ کے متعلق جس کی بناء پر سوامی دیانند جی نے قرآن کریم کے اعتراضات کا پلندہ مرتب کیا ہے۔ یہ کہنے کا حق نہیں رکھتے۔ چونکہ یہ اعتراضات غلط ترجمہ کو پیش نظر رکھکر کئے گئے ہیں۔ اس لئے لغو ہیں۔ شک اور تنازعہ کی صورت میں قرآن کریم کی اصل آیات کا حوالہ ہونا چاہیئے کیونکہ بالفاظ آریہ سماج "ترجمہ ترجمہ ہے اور اصل اصل۔ ترجمہ اصل نہیں ہوسکتا" اور نہ ترجمہ میں اصل کا پورا اور صحیح مفہوم ادا ہوسکتا ہے ؎

"ستیارتھ پرکاش" میں جب تک چودھواں باب موجود ہے جس کی بناء ہی اُردو ترجمہ پر ہے۔ اور ترجمہ بھی وہ جسے مسلمان مستند نہیں سمجھتے۔ اس وقت تک آریہ سماج کو یہ کہنے کا قطعاً حق نہیں۔ کہ اس کے اپنے شائع کردہ "مستند ترجمہ ستیارتھ پرکاش" کی بناء پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اُردو دان طبقہ کا پورا پورا حق ہے۔ کہ آریہ سماج نے اس کے سامنے اپنے سوامی کے خیالات جن الفاظ میں رکھے ہیں۔ ان پر غور کرے۔ ان کے حسن و قبح کو دیکھے۔ ان کے متعلق جو شک پیدا ہو۔ وہ آریہ سماج کے سامنے رکھے۔ اور اس ترجمہ کی بناء پر آریہ سماج کو ملزم ٹھہرائے۔ اگر آریوں کے رشی اور سوامی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ قرآن کریم کے ایسے ترجمہ کی بناء پر جس کی صحت کی ذمہ واری کسی اسلامی جماعت پر عائد نہیں ہوتی۔ اعتراضات کریں۔ اور ان اعتراضات کو ستیارتھ پرکاش میں درج کریں۔ تو ان کی کتاب کا جو ترجمہ ان کے پیروؤں کے نزدیک مستند ہے۔ اس پر مسلمانوں کو جرح قدح کرنے سے روکنا صریح بے ہودگی ہے ؎

ہاں اگر آریہ سماج ستیارتھ پرکاش پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی تاب نہیں لاسکتی۔ اور ان کے جواب سے عاجز آگئی ہے۔ تو ہم بھی اس پر رحم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہندی ستیارتھ پرکاش کی بناء پر ہی ان سے گفتگو کریں گے۔ لیکن اس سے قبل اسے چودھویں باب سے دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ اور صاف الفاظ میں اعتراف کرلینا چاہیئے۔ کہ چونکہ اس میں جس قدر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ وہ غیر مستند اُردو ترجمہ کی بناء پر کئے گئے ہیں اور "ترجمہ سند نہیں ہوسکتا" اس لئے آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کو حرف غلط کی طرح مٹا ہوا قرار دیتی ہے۔ اس کے بعد ستیارتھ پرکاش میں سے یہ باب اُڑا دیا جائے ؎

اگر آریہ سماج اس کے لئے تیار ہے۔ اور اپنے پیش کردہ اصل کی بناء پر اسے تیار ہونا چاہیئے۔ تو ہم اپنی طرف سے اعلان کرتے ہیں۔ کہ کبھی ستیارتھ پرکاش کے اُردو ترجمہ کی بناء پر نہ کوئی اعتراض کیا جائے گا۔ اور نہ کسی قسم کا مطالبہ۔ خواہ وہ ترجمہ آریہ سماج کے نزدیک مستند ہی ہو۔ اس کے لئے ہندی ستیارتھ پرکاش استعمال کی جائیگی۔ لیکن اگر آریہ سماج اپنے اصل کی خود ہی پابندی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور اردو کے غیر مستند ترجمہ کی بناء پر سوامی دیانند جی کو اعتراضات کرنے میں حق بجانب سمجھتی ہے۔ تو پھر مسلمانوں کو بھی "ستیارتھ پرکاش" کے مستند ترجمہ پر اعتراضات اور شبہات پیش کرنے سے نہیں روک سکتی۔ اور اس صورت میں مسلمانوں کو اعتراضات سے روکنا آریہ سماج کی اتنی بڑی شکست ہے۔ جس کا ہر ایک سمجھدار انسان اعتراف کریگا ؎

---

## اچھوت اور ہندو

کون نہیں جانتا۔ کہ ہندوستان کی ہندو آبادی نے اپنے ہی جیسے غریب انسانوں پر جنہیں انہوں نے خود ہی اچھوت اور ناپاک قرار دے لیا۔ ایسے شدید اور خوفناک مظالم کئے ہیں۔ اور جہاں بس چلے اب بھی کر رہے ہیں۔ کہ جن کی یاد بھی سخت سے سخت دل رکھنے والے انسان کو لرزہ براندام کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نمائندہ مسٹر راجہ ایم۔ ایل۔ سی نے جو مرکزی سائمن کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے لنڈن گئے ہوئے ہیں۔ وہاں لوٹیری کلب میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"ہندوستان کے بہترین مفاد کا تقاضا یہی تھا کہ ان مختلف مفاد و مسائل کی جو مسئلہ ہند میں شامل ہیں تحقیقات ایک خالص برطانی جماعت کے ذریعہ سے کیجاتی۔ کیونکہ مسئلہ پر غیر جانبداری اور آزادی کے ساتھ روشنی ڈالنے کا یہی ایک طریقہ ہوسکتا تھا" (ریچ ۹ جولائی)

ہندو اخبارات اس اظہار حقیقت پر بہت برافروختہ ہوئے ہیں ریچ نے اس پر ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔ نیز ایک کارٹون میں مسٹر راجہ کا مضحکہ اڑایا ہے۔

## اشدھ ہونیوالوں کی حالتِ زار

اس امر کا مطالعہ کرنے کے لئے کہ اپنے مذہب کو خیرباد کہکر "آریہ سماج کی شرن" میں آنے والوں کی حالت کیسی قابل رحم ہو جاتی ہے۔ ایک مرتد کے حسب ذیل الفاظ کا مطالعہ کیجئے۔ لکھتا ہے:۔

"آریہ بھائیوں کا حسن سلوک ایسا نہیں۔ کہ کوئی آریہ سماج میں شریک ہو۔ میں آریہ سماج سے مالی امداد نہیں چاہتا۔ میں نے بیاہ کا معاملہ کبھی نہیں چھیڑا۔ معمولی چھوت چھات اور ایک ایسے جنم کے مسلمان سے جس نے بذاتِ خود مطالعہ کتب کے بعد اپنا اعتقاد تبدیل کیا۔ مساوات کا سلوک تو فرمائیں۔ لیکن افسوس۔ یہ بھی ان ہندوؤں سے نہیں ہو سکتا۔ جواب تام نہاد آریہ بنے بیٹھے ہیں۔" (پرکاش ۲۸؍ جولائی)

اُف۔ کس قدر دلدوز الفاظ اور کیسی دردناک اپیل ہے۔ جسے پڑھ کر پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو جائے۔ لیکن آریہ سماج ہر روز انہیں سنتی ہے۔ اور پھر بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہندو دھرم کے لئے اپنے ایمان۔ عزیز و اقارب۔ اور وطن مالوف کو خیرباد کہنے والا کوئی مالی مدد نہیں مانگتا۔ بیوی کا طالب نہیں۔ نہائت ہی عاجزانہ الفاظ میں انسانی مساوات کا خواہاں ہے۔ لیکن افسوس آریہ سماج اس خواست کو بھی منظور نہیں کر سکتی۔ اسلام ایسے دین الفطرت اور دنیا کو مساوات سکھانے والے مذہب کو چھوڑ کر خود بخود ہندو دھرم کی پُرپیچ اور خار دار وادیوں میں بھٹکنے والے کی یہی سزا ہونی چاہئے۔ کہ انسانی مساوات حاصل کرنے کی ناکام آرزو میں یونہی بلبلاتا رہے۔

## دانتوں کی صفائی

یہ خوبی اسلام اور صرف اسلام میں ہی پائی جاتی ہے۔ کہ اس نے جہاں اپنے متبعین کی روحانی اصلاح اور ترقی کا انتظام فرمایا ہے۔ وہاں ان کی جسمانی حالت کی درستی کے لئے بھی ہدایات دی ہیں۔ دانتوں کا تعلق انسان کی صحت کے ساتھ بہت گہرا ہے حتے کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم شروع ہوئی۔ تو باوجودیکہ اس وقت ہر ملک زیادہ سے زیادہ فوج میدانِ جنگ میں لانے کی فکر میں تھا۔ برطانیہ کے افسران نے پینتیس فیصدی نوجوانوں کو محض اس وجہ سے فوجی خدمات میں لینے سے انکار کر دیا۔ کہ ان کی یا تو داڑھیں تھی ہی نہیں۔ اور یا درست نہ تھیں۔ حالانکہ ان کی عام جسمانی حالت نہائت اچھی تھی۔ اور وہ ظاہراً نہائت عمدہ سپاہی بننے کے قابل نظر آتے تھے۔ اگرچہ بعد میں حالات کے حد درجہ نازک ہو جانے سے اس حکم کو منسوخ کرنا پڑا۔ لیکن اس سے کم از کم اتنا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ یورپ کے حکماء کے نزدیک انسانی جسم میں دانتوں کو کس درجہ اہمیت حاصل ہے۔

یورپین ڈاکٹروں کے اس فیصلہ کو ایک طرف رکھئے۔ اور دوسری طرف اس علم کو دیکھئے۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل جبکہ دنیا میں علم و حکمت کا نام و نشان نہ تھا۔ ایک اُمّی نے دیا۔ صحیح حدیث ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے اپنی امت کی مشقت اور تکلیف کا خیال نہ ہوتا۔ تو میں اپنی امت کو ہر نماز سے قبل مسواک کرنیکا حکم دیدیتا۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ نے دانتوں کی صفائی پر کسقدر زور دیا ہے۔ اور پھر سوچئے۔ کیا اس امر سے انکار کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ اس اُمّی

# اشارات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار بین حضرات آئے دن اخبارات میں بدحواسیوں کی عجیب و غریب مثالیں مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ۲۶ جولائی۔ آریہ یووک سماج کے جلسہ پر جماعت احمدیہ اور آریہ سماج کے درمیان مناظرہ کے موقعہ پر مہاشہ حرکجی لال پریم نے جس بدحواسی کا مظاہرہ کیا۔ اس کی نظیر شاید مشکل سے ہی ملیگی۔ آپ آریہ سماج دینانگر کی مردم شناسی کے طفیل کرسی صدارت پر متمکن ہو گئے۔ اور چھوٹتے ہی پنڈت رامچندر صاحب دہلوی آریہ مناظر کو تقریر شروع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ لیکن جب پنڈت جی تقریر کرنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ تو خدا جانے پریم جی کو خیال آیا۔ کہ آپ نے جھٹ انہیں بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور ان کی بجائے مولوی اللہ دتا صاحب کو پہلے تقریر کرنے کا آرڈر دے دیا۔

---

لیکن مولوی صاحب نے جب عرض کیا۔ کہ جناب اس خاکسار پر اس نظرِ عنایت کی کیا وجہ ہے۔ اور پنڈت صاحب کو تقریر کرنے کا حکم دینے کے بعد اسے منسوخ کرنے کی نوبت کیوں آئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ان کو حکم دینا محض Slip of Tongue تھی۔ اصل میں پہلی تقریر کے لئے آپ ہی موزون ہیں۔ جس پر مولوی صاحب نے نہائت موزون جواب دیا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کے دوسرے حکم کو بھی Slip of Tongue نہ سمجھ لیا جائے۔ اس پر آپ نے ایک نہائت مدلل اور فصیح و بلیغ تقریر کی جس میں اپنے اس دعوے کی تائید میں بہت سے دلائل پیش کئے۔ کہ پہلی تقریر مولوی صاحب کو ہی کرنی چاہئے۔ لیکن یہ ہنگامہ خیز تقریر ختم کرنے کے بعد جب زیب آرائے اورنگ صدارت ہوئے۔ تو نہائت متانت سے آریہ مناظر سے یوں گویا ہوئے۔ "ہاں پنڈت جی آپ تقریر شروع کریں"!

---

اس پر پنڈت صاحب نے آپ کی طرف ایک معنی خیز نظر سے دیکھا جس میں خدا جانے کیا جادو تھا۔ کہ معاً آپ کے حواس درست ہو گئے۔ اور آپ نے پھر کھڑے ہو کر مولوی صاحب کو تقریر کرنے کا حکم دیدیا۔ اور جب مولوی صاحب نے اس حکم کی تعمیل سے مدلل اور موجہ انکار کیا۔ تو آپ نے شانِ جلالی کا اظہار کرتے ہوئے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔ میں آپ کو صرف ۵ منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر اس عرصہ میں آپ نے تقریر شروع نہ کی۔ تو میں دوسری کارروائی شروع کر دوں گا۔ لیکن اس نادر شاہی حکم کا بھی مولوی صاحب پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور آپ نے نہائت استقلال سے جواب دیا۔ کہ آپ خواہ کچھ کریں۔ ہم تو جب تک جو مناظرہ ختم ہونے کا وقت ہے۔ یہیں ڈٹے رہیں گے۔ اور ہرگز یہاں سے اٹھ کر نہیں جائیں گے۔

---

اس پر پریم جی بہت افسردہ خاطر ہوئے۔ مولوی صاحب کی پامردی نے آپ کے لئے عجیب الجھن پیدا کر دی تھی۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ تھا۔ آپ حیران تھے۔ کہ کیا کریں۔ اور کیا نہ کریں۔ کہ پنڈت رامچندر صاحب کی موقعہ شناسی آڑے آئی۔ اور آپ نے نہائت شرافت سے کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی۔ اور اس طرح پریم جی کو اس خلجان سے مخلصی نصیب ہو

---

خدا خدا کر کے مناظرہ شروع ہوا۔ پنڈت رامچندر صاحب کی بایں دعوے فضیلت و پختہ کاری جو گت بنی۔ وہ پریم جی سے زیادہ دیر تک نہ دیکھی گئی۔ اور آپ نے ارادہ کر لیا۔ کہ ایک بار پھر اختیارات صدارت کی زبردست مشینری کو حرکت میں لا کر اسلامی مناظر کے لئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیں۔ چنانچہ آپ دل کڑا کر کے اٹھے۔ اور اعلان فرمایا۔ کہ یہ پنڈت جی کی آخری تقریر ہے۔ اور اسی پر مناظرہ ختم کر دیا جائے گا۔ اور مولوی صاحب کو ویدک تعلیم کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرنے کا مزید موقعہ نہیں دیا جائے گا۔

---

لیکن مولوی اللہ دتا صاحب نے جو ابتداء ہی سے صاحب صدر کے نہائت ہی منصفانہ اور پُر حکمت ارشادات کی تعمیل سے انکار کرتے چلے آ رہے تھے حسب عادت اس کے خلاف بھی احتجاج کیا۔ اور مہاشہ جی سے عرض کیا۔ کہ حضرت دنیا میں کبھی ایسا بھی ہوا ہے۔ کہ جو فریق پہلے تقریر کرے۔ اسی کو آخری تقریر کا موقعہ دیا جائے۔ حالانکہ دونوں فریق مساوی طور پر مدعی اور معترض ہوں آخر اس سینہ زوری کا مطلب کیا ہے۔ تو پریم جی نے نہائت مشفقانہ انداز میں فرمایا۔ کہ چونکہ آپ کو آخری تقریر کا موقعہ دینے میں یہ قباحت واقعہ ہوتی ہے کہ آپ گاڑی سے رہ جائیں گے۔ اور آپ کو خواہ مخواہ رات بھر دینانگر میں پریشان ہونا پڑے گا۔ اس لئے یہی مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ اس معاملہ کو یہیں رفع دفع کر دیا جائے۔ تا آپ لوگ ٹھیک وقت پر گھر پہنچ جائیں۔

---

اب ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی اور انسان ہوتا۔ تو پریم جی کی اس شفقت و محبت پر سو جان سے نثار ہو جاتا۔ لیکن معلوم نہیں۔ مولوی صاحب نے اس کی کیوں قدر نہ کی اور رات بھر دینانگر میں حیران و پریشان پھرنے اور خراب و خستہ ہونے پر آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے آخری تقریر کے مطالبہ پر مصر ہوئے۔

---

آخر پریم جی نے بعینہٖ اسی طرح جس طرح کہ "غازی امان اللہ خان" نے اہل افغانستان کو اپنے کئے پر پچھتانے کیلئے چھوڑ دیا تھا۔ مولوی صاحب کو اس مشفقانہ مشورہ کی قدر نہ کرنے پر تاسف ہونیکا موقعہ بہم پہونچانے کیلئے آپ کا حق آپ کے حوالہ کر دینے کا اعلان فرما دیا۔ اور ہمیں امید ہے۔ پریم جی کو یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوگی کہ مولوی صاحب بمعہ قافلہ نہائت فراغت اور اطمینان سے گاڑی پر سوار ہو کر مقررہ وقت پر گھر پہونچ گئے تھے۔

---

ایک واقفکار کا بیان ہے۔ کہ یہی پریم جی لائلپور کے مقام پر مولوی اللہ دتا صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنیکیلئے میدان میں اُترتے تھے۔ لیکن چند ہی منٹ میں آپ کو اپنی بے بضاعتی کا علم ہو گیا۔ اور آپ نہائت دانشمندی اور مصلحت آمیزی سے میدان مناظرہ سے بخیر و خوبی پسپا ہو گئے۔ اور اس میں قطعاً مبالغہ نہیں۔ کہ اٹھکر چلے گئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب آپ نے دینانگر میں مولوی اللہ دتا صاحب کی شکل دیکھی۔ تو اسی ذک اور ہزیمت کی یاد نے باوجودیکہ آریہ سماج نے [illegible]
[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن)

## بدصورت دولھا

ایک دن ایک مسلمان شخص (سعد نام) آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلام کیا۔ اور آنحضرت سے پوچھا۔ یارسول اللہ میں کالا اور بدشکل آدمی ہوں۔ کیا میں بھی جنت میں جا سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ بے شک تم جنتی ہوگے۔ بشرطیکہ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اس کے نبی کے حکموں کو مانتے رہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ میں تو پہلے ہی اس بات پر یقین رکھتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد صلعم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اب میرے واسطے اور کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو اور مسلمانوں پر خدا کے حکم ہیں۔ وہی تم پر بھی ہیں۔ اور تم ان کے بھائی ہو۔ سعد کہنے لگے۔ کہ آپ مجھے سب کا بھائی فرماتے ہیں۔ حالانکہ میں نے آپ کے سب اصحاب کے پاس جا جا کر اپنی شادی کے لئے کوشش کی۔ مگر میری بدصورتی اور سیاہ رنگ کو دیکھکر سب نے انکار کر دیا۔ اور میری قوم آپ خود جانتے ہیں۔ کہ ایک معزز قوم ہے۔ آنحضرتؐ نے انکو حکم دیا۔ کہ اچھا تم وہب کے بیٹے عمر کے پاس جاؤ۔ اور ان کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ اور سلام کر کے جب اندر جاؤ تو ان سے یہ کہو۔ کہ رسول خدا نے تمہاری لڑکی کی شادی میرے ساتھ تجویز کر دی ہے۔ یہ شخص جن کے پاس آپؐ نے سعدؓ کو بھیجا تھا نئے مسلمان ہوئے تھے۔ اور بڑے سخت مزاج آدمی تھے۔ خیر سعدؓ ان کے پاس گئے۔ اور اسی طرح کہا۔ جس طرح آپؐ نے ان کو سمجھا دیا تھا۔ لڑکی کے باپ نے سعد کی بات سن کر ان کو بہت سخت سست کہا اور گھر سے نکال دیا۔ جب یہ اس گھر سے نکلے۔ تو گھر والے کی لڑکی جو بہت عقلمند اور بڑی خوبصورت تھی۔ پردے سے باہر نکل آئی اور کہنے لگی۔ بندۂ خدا تم جاؤ نہیں۔ اگر رسول خدا نے میری شادی تمہارے ساتھ تجویز کر دی ہے۔ تو میں بھی راضی ہوں۔ جس میں آنحضرتؐ راضی ہیں میں راضی۔ پھر لڑکی نے اپنے باپ سے کہا۔ کہ ابا جان کہیں ایسا نہو۔ کہ تمہارے حق میں خدا کی وحی نازل ہو اور تمہیں شرمندگی ہو اپنی نجات کی فکر کرلو۔ اس کے بعد سعد آنحضرت صلعم کے پاس چلے گئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ پیچھے پیچھے لڑکی کا باپ بھی پہنچا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ تم نے ہی میرے قاصد کو برا بھلا کہا تھا۔ انہوں نے عرض کی۔ حضور مجھ سے غلطی ہوئی۔ اب میں توبہ کرتا ہوں۔ میں سمجھا تھا۔ کہ اس نے جھوٹ بات بنائی ہے۔ اس لئے اسے ڈانٹا تھا۔ اب میں نے لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کر دی۔ آنحضرتؐ نے سعد سے فرمایا۔ کہ لو اب تمہاری شادی ہوگئی تم اپنے گھر جاؤ۔

سعد اٹھے اور سیدھے بازار گئے۔ اور وہاں اپنی دلہن کے لئے کپڑا اور سامان خریدنے لگے۔ کہ اتنے میں ایک آواز دینے والے نے آواز دی۔ کہ اے خدا کے سوارو! جہاد کے لئے سوار ہوجاؤ۔ تم کو جنت کی خوشخبری ہے۔ سعد نے دلہن کا سامان چھوڑ فوراً گھوڑا تلوار اور نیزہ خرید لیا۔ اور نئی پگڑی باندھ کر سوار ہوئے۔ اور لشکر سے جا ملے۔ نئی پوشاک اور سج دھج کی وجہ سے کسی نے ان کو نہ پہچانا۔ آخر جب میدان جنگ میں پہنچے۔ تو لڑائی شروع ہوئی اور سعد برابر گھوڑے پر سوار لڑتے رہے۔ جب ان کا گھوڑا تھک کر کھڑا ہوگیا۔ تو انہوں نے اتر کر پیدل لڑنا شروع کیا۔ اور اپنی آستینیں چڑھا لیں۔ جب ان کا کالا رنگ ظاہر ہوا۔ تو آنحضرت نے پہچان لیا۔ کہ یہ تو نئے دولہا ہیں۔ اور فرمانے لگے۔ کہ یہ تو سعد ہیں سعد۔ سعد برابر لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے آنحضرتؐ سے عرض کی۔ کہ حضور سعد شہید ہوگئے۔ آپ فوراً ان کی لاش کے پاس گئے۔ اور سعد کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اور ان کے ہتھیار اور گھوڑا ان کی دلہن کے پاس بھیجدیا۔ اور فرمایا۔ کہ ان کے سسرال والوں سے کہدو۔ کہ خدا نے سعد کی شادی تمہاری لڑکی سے بہت زیادہ اچھی جگہ کر دی۔

## عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کا قصہ

آنحضرتؐ کے صحابی اسامہؓ بیان کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ بدر کے واقعہ سے پہلے آنحضرتؐ اپنے گدھے پر سوار ہو کر سعد بن عبادہؓ انصار کے سردار کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک جگہ عبداللہ بن ابی بیٹھا تھا۔ اور وہ ابھی تک ظاہر میں بھی مسلمان نہیں ہوا تھا اس کے پاس بہت سے آدمی مسلمان مشرک اور یہودی بیٹھے تھے وہیں عبداللہ بن رواحہ صحابی بھی موجود تھے۔ آنحضرتؐ جو وہاں سے گزرے۔ تو آپ کی سواری کی گرد ان لوگوں پر پڑی۔ اس وقت عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک چادر سے ڈھانک کر کہا۔ کہ گرد مت اڑاؤ آنحضرت وہاں ٹھہر گئے۔ اور اہل مجلس کو سلام کیا۔ اور ان کو قرآن پڑھ کر سنانے لگے۔ اور اللہ کی طرف ہدایت کرنے لگے۔ عبداللہ بن ابی بولا کہ اے محمدؐ۔ اگر تم سچے ہو۔ تو پھر جو کچھ تم نے بیان کیا۔ اس سے بہتر کوئی بات نہیں۔ مگر مہربانی کر کے ہماری سمع خراشی نہ کرو۔ بلکہ اپنے گھر چلے جاؤ۔ اور جو کوئی وہاں تمہارے پاس آئے اسے جو چاہو سناؤ۔ عبداللہ بن رواحہ صحابی نے کہا۔ یارسول اللہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے چلیں۔ اور شوق سے ہمیں یہ باتیں سنائیں۔ ہم آپ کی باتوں کو سننا پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمانوں مشرکوں اور یہودیوں میں جھگڑا شروع ہوگیا۔ اور لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ آنحضرتؐ ان لوگوں کو نرمی سے خاموش کراتے رہے۔ یہاں تک کہ جھگڑا رفع دفع ہوگیا پھر آپ سوار ہو کر سعد بن عبادہؓ کے ہاں گئے۔ اور فرمایا۔ کہ اے سعد تم نے عبداللہ بن ابی کی باتیں سنیں؟ سعد نے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ اس شخص سے درگذر کریں۔ وہ اپنے حسد کی وجہ سے مجبور ہے۔ اصل یہ ہے۔ کہ مدینہ کے لوگوں نے آپ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے اس بات پر اتفاق کر لیا تھا۔ کہ اس شخص کے سر پر تاج رکھیں۔ اور اسے اپنا بادشاہ بنا لیں۔ مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا۔ حضور تشریف لے آئے۔ اور ہم لوگ حضور کے ساتھ ہوگئے۔ اس لئے اسے بہت رنج ہے۔ اس پر آپ نے اس کے قصور کو درگذر فرمایا۔

مشرکین اور یہود ایسی بیہودہ باتیں ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ اور آنحضرتؐ اور صحابہ صبر کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جہاد کی اجازت ہوئی۔ اور آپؐ نے بدر میں پہلی فتح حاصل کی۔ اور قریش کے بڑے بڑے رئیس مارے گئے۔ تب عبداللہ اور اس کے ساتھی کہنے لگے کہ اب تو اسلام غالب ہوگیا۔ چنانچہ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں داخل ہو کر منافقانہ مسلمان ہوگئے۔

## عذاب الٰہی

ایک عیسائی مسلمان ہو کر مدینہ میں آیا۔ اور آنحضرتؐ کے پاس رہنے لگا کچھ قرآن بھی اس نے یاد کر لیا۔ چونکہ اسے لکھنا آتا تھا۔ آپ اس سے اپنی وحی لکھوانے لگے۔ کچھ دن کے بعد یہ شخص دین اسلام سے پھر گیا۔ اور اپنے گھر جاکر پھر عیسائی ہوگیا۔ اور لوگوں سے کہنے لگا۔ کہ محمدؐ اتنا ہی جانتے ہیں۔ جتنا میں نے انکو لکھدیا ہے۔ بس اب آئندہ کوئی وحی ان پر نہیں آئیگی۔

خدا کی قدرت کہ وہ جلدی ہی ہلاک ہوگیا۔ اس کی قوم کے لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ مگر صبح کو دیکھا گیا۔ تو اسکی لاش باہر نکلی پڑی تھی۔ اسکے کنبے والوں نے کہا۔ کہ یہ تو محمدؐ کے آدمیوں کا کام ہے۔ کیونکہ یہ شخص وہاں سے بھاگ کر آیا ہے۔ ان مسلمانوں نے رات کو اسکی قبر کھود ڈالی ہے۔

چنانچہ ان لوگوں نے خوب گہری ایک قبر کھودی اور اسے پھر دفن کر دیا مگر صبح کو لاش پھر باہر نکلی پڑی تھی۔ اس پر پھر وہ لوگ کہنے لگے۔ کہ یہ مسلمانوں کا کام ہے۔ انہوں نے دشمنی سے ہمارے آدمی کی قبر کھود ڈالی۔ چنانچہ اس دفعہ انہوں نے جہانتک ممکن تھا گہری قبر کھودی اور اسے دبا دیا۔ مگر صبح کو دیکھا تو پھر لاش باہر نکلی پڑی تھی۔ اس پر ان لوگوں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ آدمیوں کا کام نہیں ہے۔ اور اسے رہنے دیا۔

دیکھو یہ بھی خدا کا غضب تھا۔ جب اس نے کہا۔ کہ قرآن میری تصنیف ہے۔ تو خدا نے اسے ہلاک کر دیا۔ اور پھر اس کی لاش تک ذلیل ہوئی ممکن ہے کہ جنگلی جانور ہی کھود کر لاش باہر نکال لیتے ہوں (واللہ اعلم)

## اہل بیت کی تکالیف

حضرت علی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت فاطمہ کو چکی پیسنے سے جو تکلیف ہوتی تھی۔ اس کی شکایت کرنے وہ ایک دفعہ آنحضرت کے پاس گئیں تاکہ ایک لونڈی آپ سے مانگ لیں۔ جو کام کاج میں مدد دیا کرے۔ آنحضرت گھر میں موجود نہ تھے۔ وہ حضرت عائشہ سے اپنا حال اور سوال بیان کر کے چلی آئیں۔ جب آنحضرت گھر میں تشریف لائے۔ تو حضرت عائشہ نے حضرت فاطمہ کا آنا اور ان کی حاجت بیان کی۔ آپ اسی وقت حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ کہ آج تم کام کاج کے لئے ایک باندی مانگنے گئیں تھیں۔ مگر میں تمہیں اس سے بھی بہتر ایک بات بتا دیتا ہوں۔ جب سونے لگو۔ تو ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ خادمہ کی نسبت یہ ذکر تمہارے لئے زیادہ بابرکت ہوگا۔

## خلق عظیم

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب شاہ مصر نے قید خانہ سے چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ اور ان کو اپنے دربار میں بلایا۔ تو انہوں نے قید خانہ سے نکلنے سے انکار کیا۔ اور شاہی ایلچی کو واپس کر کے کہا۔ کہ پہلے جو مجھ پر الزام ہے۔ اس کی بابت زلیخا اور اس کی سہیلیوں سے تفتیش کی جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب تک میری بریت نہ ہو گی۔ میں قید خانہ سے نہیں نکلونگا۔ چنانچہ وہ مقدمہ پھر پیش ہؤا۔ اور ان عورتوں اور زلیخا نے اقبال اپنے جرم کا کیا۔ تب حضرت یوسفؑ قید خانہ سے نکلے۔ یہ قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس کی بابت فرمایا۔ کہ یوسفؑ کی جگہ اگر میں قید خانہ میں ہوتا۔ تو بادشاہ کے بلانے پر فوراً چلا جاتا یعنی اتنا لمبا جھگڑا اور تحقیقات نہ کراتا۔

آپ کے اس قول کے لوگوں نے یہ معنے لئے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے یوسفؑ کے صبر کی تعریف کی ہے۔ اور ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ یوسفؑ کا ہی حوصلہ تھا۔ جو بریّت تک صبر سے قید خانہ میں بیٹھے رہے۔ اور جب تک معاملہ صاف نہ ہو گیا۔ قید خانہ سے باہر قدم نہ رکھا۔ یہ صبر مجھ سے نہ ہو سکتا۔ میں تو فوراً بادشاہ کا بلاوا پہونچتے ہی باہر نکل آتا۔ یہ معنے میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے اکمل اور احسن الانسان پر چسپاں نہیں ہو سکتے۔ یعنی نعوذ باللہ آپؐ کم صبر تھے۔ اور یوسفؑ آپؐ سے زیادہ صبر والے تھے۔ اور بریت کرانے والے تھے۔ بلکہ خاکسار کے نزدیک ان کلمات سے آپؐ کے اخلاق نہائت اعلیٰ ثابت ہوتے ہیں۔ یعنی باوجود اس عورت کے قید کرانے اور کئی سال تک ایذا میں رکھنے کے میں پھر بھی اس کا اتنا احسان مانتا۔ کہ مزید تحقیقات سے اس کی پردہ دری نہ کراتا۔ اور اس کے عیوب کو عدالت میں نہ لاتا۔ خیر جو کچھ اس نے کیا تھا۔ سو کیا تھا۔ اسے جانے دیتا۔ اور معاف کر دیتا۔

یہ معنے کرنے کی میں اس لئے جرأت کرتا ہوں۔ کہ آنحضرتؐ کے تمام عمر کے اخلاق پر غور کرنے سے آپ کی یہی عادت اور خصلت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ جو دشمن تمام عمر آپؐ کو دکھ دیتے رہے۔ آپ نے جب موقعہ پایا۔ ان کو معاف کر دیا۔ اور کبھی اشارتاً بھی ذکر نہیں کیا۔ کہ تم نے فلاں فلاں اذیت ہم کو دی تھی۔ ابو جہل جیسے موذی شخص کا بیٹا عکرمہ جب مسلمان ہؤا۔ تو آپؐ نے لوگوں کو کہدیا۔ کہ اب اس کے باپ کو بُرا نہ کہا کرو۔ کیونکہ بیٹے کو قدرتاً اس پر رنج ہو گا۔

اور جو نمونے مسلسل مصائب میں آپؐ نے صبر و ثبات کے عمر بھر دکھائے ان کو معلوم کر کے کوئی بے وقوف انسان بھی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آپؐ کے اخلاق میں نعوذ باللہ صبر کی کمی تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

## بھوکوں سے سلوک

عباد رضؓ ابن شرجیل مدینہ کے رہنے والے تھے۔ ایک دفعہ قحط کے دنوں میں بھوک سے بیتاب ہو کر ایک باغ میں گھس گئے۔ اور کھجوریں توڑ کر کچھ کھا لیں۔ اور کچھ پلے میں باندھ لیں۔ اتنے میں باغ کا مالک بھی آ گیا۔ اُس نے انھیں پکڑ لیا۔ مارا۔ اور کپڑے اتروا لئے۔ عباد رضؓ آنحضرتؐ کے پاس شکائت لے کر آئے۔ باغ والا بھی ساتھ آیا۔ آپؐ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اگر اس شخص نے جہالت کی تھی۔ تو تمھیں چاہئے تھا۔ کہ اسے تعلیم دیتے۔ اور بتاتے۔ اور اگر یہ بھوکا تھا تو تمھیں چاہئے تھا۔ کہ خود اسے کھلاتے۔ نہ کہ الٹا کپڑے چھین لیتے۔ یہ کہکر عبادؓ کے کپڑے واپس دلوائے۔ اور ۳-۴ من غلہ ان کو اپنے پاس سے عنائت فرمایا۔

## بے وقوف یہودی

ایک دن آنحضرتؐ مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ ایک یہودی پاس سے گذرا۔ آپؐ نے اسے بُلایا۔ وُہ آ گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ کہ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو۔ کہ میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم تورات پڑھتے ہو؟ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپؐ نے پوچھا۔ کیا میرا ذکر بھی توراۃ میں ہے۔ اس نے کہا۔ سنئے۔ ہمیں ایک نبی کی خبر تورات میں ملتی ہے جو بالکل آپؐ کی طرح ہے۔ مگر ہم لوگ سمجھتے تھے۔ کہ وُہ نبی ہم یہودیوں میں سے ہونگے۔ لیکن جب آپؐ نے دعوےٰ کیا۔ تو ہم نے پھر اس تورات والی پیشگوئی کو دیکھا۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ آپؐ وہ نبی نہیں ہیں۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا۔ اس نبی کی تعریف میں لکھا ہے۔ کہ اس کی امت کے ۷۰ ہزار آدمی بغیر حساب جنت میں داخل ہونگے اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کے ماننے والے بُہت کم لوگ ہیں۔ اس لئے ہم آپؐ کو وُہ نبی نہیں سمجھتے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا:- اللہ اکبر! خدا کی قسم وُہ نبی میں ہی ہوں۔ اور ۷۰ ہزار کیا۔ میری امت تو کئی ۷۰ ہزار سے زیادہ ہو گی۔ (یہ یہودی بھی کیسے بیوقوف تھے۔ کہ ابتدائی دنوں میں ہی گننے لگے۔ کہ ۷۰ ہزار مسلمان کہاں ہیں حالانکہ پیشگوئیاں پورا ہونے میں بہت وقت لیتی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح آج کل کے مولوی حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ کیسے مسیح ہیں۔ کہ ابھی سارا جہان تو مسلمان ہؤا ہی نہیں)

## ادب

آنحضرتؐ کے ایک صحابی بہت بوڑھے تھے۔ یہ مکہ کے رہنے والے تھے۔ اور اصحاب فیل کے حملہ کے وقت خاصے سمجھدار تھے۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ میں نے اصحاب فیل کے ہاتھی کی لید بھی دیکھی ہے۔ سبز رنگ کی تھی۔ ان سے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کسی نے پوچھا۔ کہ چچا آپ بڑے تھے۔ یا رسول اللہ؟ انھوں نے کیا ادب سے جواب دیا۔ کہا آنحضرت صلعم مجھ سے بڑے تھے۔ مگر عمر میں مَیں آپؐ سے زیادہ تھا۔

## ایک لونڈی پر رحم (مدینہ)

ایک دفعہ ایک صحابی کی بکری ان کی ایک لونڈی سے گم ہو گئی۔ وہ ان کی بکریاں چرایا کرتی تھی۔ پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ بھیڑیا لے گیا۔ وہ صحابی ناراض ہوئے۔ اور اس لونڈی کے موتھہ پر ایک طمانچہ مارا۔ پھر خود بھی خدا کے خوف سے دوڑے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سب حال سُنایا۔ اور عرض کیا۔ کہ اگر وہ لونڈی مسلمان ہوتی۔ تو میں اُسے آزاد کر دیتا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اچھا۔ اس لونڈی کو بلاؤ۔ وہ حاضر ہوئی۔ آپؐ نے اس سے پوچھا۔ تو مجھے جانتی ہے۔ کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا۔ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر پوچھا۔ اللہ کو بھی جانتی ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں اللہ آسمان میں ہے۔ اس پر آنحضرتؐ نے ان صحابی کو کہا۔ کہ اسے آزاد کر دو۔ کون کہتا ہے۔ کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔ (یعنی جب یہ خدا اور اس کے رسول دونوں کو پہچانتی ہے۔ تو مسلمان ہے)

نوٹ:- اللہ تعالےٰ تو ہر جگہ ہے۔ مگر وہ بیچاری سیدھی سادی عورت تھی۔ اور عام لوگوں میں بھی یہی مشہور ہے۔ کہ اللہ آسمان میں ہے۔ اس لئے اس نے بھی اپنی عقل کے مطابق یہی کہا۔

## قرآن مجید کی فضیلت

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ کہ اے لوگو! کوئی چیز تم کو اللہ کا اتنا پیارا نہیں بنا سکتی۔ جتنا قرآن۔ کیونکہ یہ اُس کا اپنا کلام ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اسی مضمون کو ایک شعر میں ادا کیا ہے:-

اے عزیزو سُنو کہ بے قرآں۔ حق سے ملتا نہیں کبھی انساں

## حضرت سعد بن ابی وقاص کے مسلمان ہونے کا قصہ

حضرت سعد بن ابی وقاص آنحضرتؐ کے شروع زمانہ میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ وہ اپنے مسلمان ہونے کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے ایک دن خواب دیکھا۔ کہ میں اندھیرے میں ہوں۔ اور کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ اتنے میں میرے سامنے چاند روشن ہو گیا۔ اور میرے آگے آگے چلنے لگا۔ میں اس کے پیچھے دوڑا اور دیکھا۔ کہ کچھ اور لوگ بھی اسی چاند کے پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ میں ان لوگوں تک پہونچا۔ تو میں نے پہچانا کہ یہ ابو بکرؓ۔ علیؓ اور زید بن حارثہ (آنحضرت کے غلام) ہیں۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا۔ کہ تم لوگ اس جگہ کب پہونچے؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ابھی۔ اس خواب کے چند روز کے بعد مجھے آنحضرتؐ کا حال معلوم ہؤا۔ کہ آپؐ نے پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور آپ پوشیدہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ میں یہ سن کر آپؐ سے ملنے گیا۔ آپؐ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپؐ نماز پڑھ چکے۔ تو آپؐ نے مجھے اسلام سکھایا۔ اور میں مسلمان ہو گیا۔ اور اس طرح میرا خواب پورا ہؤا۔ اس وقت صرف یہی تین مرد جو میں نے خواب میں دیکھے تھے۔ مسلمان تھے۔ اور خواب میں چاند سے مراد خود آنحضرت صلعم تھے۔

جب سعد مسلمان ہو گئے۔ تو ان کی ماں کو بہت بُرا معلوم ہؤا۔ سعد رضؓ اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ ان کی ماں نے کہا۔ کہ تُو اپنا دین چھوڑ دے۔ ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دونگی۔ اور مر جاؤنگی۔ اور لوگ تمھیں بہت لعن طعن کرینگے۔ سعدؓ نے جواب دیا۔ اے امّاں۔ تم ایسا نہ کرنا کیونکہ میں تو اپنا دین نہیں چھوڑونگا۔ ان کی ماں نے ناراض ہو کر ایک دن اور ایک رات کھانا نہیں کھایا۔ اور روتی رہیں۔ سعدؓ نے ان سے کہدیا۔ کہ اماں اگر تمہاری ہزار جانیں ہوں۔ اور ایک ایک کر کے بھوک پیاس سے نکل جائیں تب بھی میں اس سچے دین کو نہیں چھوڑونگا۔ جب ان کی ماں نے دیکھا۔ کہ یہ ایسا پکا ہے۔ اور میرا ڈرانا بیکار ہے۔ تو وہ کھانے پینے لگیں۔ اور سمجھ گئیں کہ ...

## مسلمانوں کو نماز نہ پڑھنے دینا

مکہ میں شروع شروع میں آنحضرتؐ لوگوں سے الگ نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپؐ مع اپنے چند اصحاب کے مکہ سے باہر پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں چلے جاتے اور وہاں جماعت کرلیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپؐ کے ایک صحابی (سعد بن ابی وقاص) چند مسلمانوں کے ساتھ اسی طرح ایک الگ جگہ نماز پڑھ رہے تھے کہ کچھ مشرک ادھر آ نکلے۔ اور آتے ہی مسلمانوں کو بُرا بھلا کہنے اور گالیاں دینے لگے۔ اور حملہ کیا۔ یہاں تک کہ آپس میں ہاتھا پائی اور لڑائی کی نوبت پہنچی حضرت سعد نے ایک لکڑی اٹھا کر ایک مشرک کے ماری جس سے وہ [illegible]

[illegible] زخمی ہو گیا۔ اور اس کا خون بہنے لگا۔ یہ پہلا خون تھا جو اسلام کے [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# حضرت حافظ روشن علی صاحب کی سیرت میں سے چند باتیں

حضرت حافظ روشن علی صاحب کی وفات کا صدمہ کوئی معمولی صدمہ نہیں۔ آپ کی وفات پر نہ صرف ہر احمدی ہی مبتلائے رنج و غم ہوگا۔ بلکہ سینکڑوں ہزاروں غیر احمدی بھی جنھوں نے مخالفین اسلام کے مقابلہ پر مناظرات میں آپ کی خوش بیانی سے حظ اٹھایا۔ یا جنھوں نے محاسن اسلام اور صداقت قرآن وغیرہ مضامین پر معرفت و حقائق کے دریا موجزن ہوتے مشاہدہ کئے۔ وہ بھی اس خبر کو سن کر رنجیدہ ہو گئے۔ غرضکہ ہر انسان اس شاندار خادم اسلام کی وفات اپنے اپنے تعلق اور معرفت کے مطابق رنج و غم محسوس کرے گا۔ کیوں نہ ہو۔ ؎

عمّت فواضلہ فعم مصابہ — فالناس فیہ کلھم ماجور
شیئی علیہ لسان من یولہ — خیراً لانّہ بالثناء جدیر
ردت صنائعہ الیہ حیاتہ — فکانّہ من نشرھا منشور
عجباً للذ رعتی قبرہ فی خمسۃ — فی جوفھا جبل اشم کبیر

## آپ کا نسب نامہ

حضرت حافظ صاحب مرحوم کا نسب نامہ دسویں پشت میں حضرت پیر نوشاہ صاحب سے جا ملتا ہے۔ پیر نوشاہ صاحب وہ بزرگ تھے۔ کہ پنجاب کی موجودہ تمام نوشاہی گدیاں ان کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔ آپ کی عمر صرف ۴۔ ۵۔ سال کی تھی جبکہ آپ کے والد ماجد وفات پا گئے۔ تین چار سال تک آپ اپنے بڑے بھائی پیر برکت علی صاحب اور اپنی والدہ کے پاس رہتے رہے۔ غالباً چھ یا سات سال کی عمر تھی۔ کہ کسی عارضہ کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں نقص پیدا ہوا۔ ۹۔ ۱۰ سال کی عمر تھی۔ کہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے (جو حافظ صاحب کی والدہ صاحبہ کے حقیقی ماموں زاد تھے) آپ کی والدہ سے تحریک کی۔ کہ انھیں قرآن شریف حفظ کرایا جائے۔ چنانچہ حافظ صاحب اس نونہال بھانجے کو اپنے پاس لے آئے۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر لیا۔ انھیں دنوں میں حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی احمدی ہوئے تھے۔ مخالفت زوروں پر تھی۔ تکالیف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تو حافظ صاحب نے اپنے شاگرد رشید کو قادیان بھیج دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۹۰۰ء کا ہے۔

حافظ غلام رسول صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ابتدائے عمر سے حافظ صاحب فرمانبردار تھے۔ اور آپ کا اتنا ادب کیا کرتے تھے۔ کہ بسبب ادب اور حجاب کے بول و براز کے لئے باہر جانے کی اجازت بھی خود نہ لیتے بلکہ کسی طالب علم کے ذریعہ ہی اجازت مانگتے۔

حافظ صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ حافظ روشن علی صاحب کی مرنج مرنجان و خاموش طبیعت۔ نیکی۔ اپنے کام میں ہی منہمک رہنے اور بہت ہی ادب کرنے اور زیادہ خوش الحان ہونے کی وجہ سے میں ان کو ہی طلبار کا امام بنایا کرتا تھا۔ طلبار بھی ان کا ادب کرتے اور ان کی تعظیم کرتے تھے۔

قادیان میں پہونچکر حافظ صاحب مرحوم کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ خدا تعالے نے آپ کو ایک خاص وجود بنانا تھا۔ آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشاد کے ماتحت حضرت قاضی امیر حسین صاحب نے انھیں تعلیم دینی شروع کی۔ چار پانچ سال تک تعلیم پانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنی شاگردی کا شرف بخشا۔ جب آپ حضرت قاضی صاحب سے تعلیم پاتے تھے۔ ان دنوں میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح اول آپ کی تعلیم کا خاص خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رض کے حکم کے ماتحت ہی "نفیسی" علم طب کی کتاب حضرت حافظ صاحب مرحوم نے قاضی صاحب سے پڑھی۔ اور اس کے بعد آپ حضرت خلیفہ اول رض کے درس خاص میں آ گئے۔

## حافظ صاحب کا اپنے شاگردوں سے تعلق

مجھے حافظ صاحب مرحوم سے سنہ ۱۹۲۶ء میں شاگردی کا شرف حاصل ہوا جبکہ میں اپنے ساتھیوں سمیت مولوی۔ فاضل کا امتحان پاس کر کے مبلغین کلاس میں شامل ہوا۔ نہ صرف میں ہی یہ کہتا ہوں۔ بلکہ ہر شاگرد اس امر کا معترف ہے۔ کہ حافظ صاحب مرحوم محض معلم ہی نہ تھے۔ بلکہ بہترین شفیق و ہمدرد باپ بھی تھے۔ آپ عام استادوں کی طرح نہ تھے بلکہ ہر وقت اپنے شاگردوں کے حالات کا خیال رکھتے۔ اور اپنے شاگردوں کے حقوق کی نگہداشت نیز ان کی دینی و دنیوی حالت کی اصلاح کے لئے پوری پوری کوشش فرماتے۔ اکثر ایسا ہوتا۔ کہ شاگردوں کو اپنی کسی تکلیف یاد کھ کے اظہار کا موقعہ ہی نہ ملتا۔ اور آپ خود ہی اسکا ازالہ فرما دیتے۔ اگر کوئی شاگرد چند دن نہ ملتا۔ تو خود اسکے گھر جا کر اس سے ملتے۔ ورنہ کسی کی معرفت حالات دریافت کرتے۔

جلسہ سالانہ کے بعد جب آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اور آپ کی حالت تشویشناک ہو گئی۔ انھیں دنوں میری بیوی انفلوئنزا اور وجع المفاصل سے بہت بیمار تھی۔ اور مولوی اللہ دتا صاحب کی اہلیہ صاحبہ بھی۔ حضرت حافظ صاحب ہم سے پوچھنے کے علاوہ اپنی مستورات کے ذریعہ بھی دریافت حال فرماتے۔

آپ بوجہ بیماری جامعہ احمدیہ سے چھٹی پر تھے۔ اور مکرمی میر محمد اسحاق صاحب بھی بوجہ علالت طبع رخصت پر تھے۔ اس کی وجہ سے مبلغین کی پڑھائی کا حرج ہو رہا تھا۔ حافظ صاحب ان طلبار کو بعض کتب کے مطالعہ کرنے کا حکم دیتے۔ ان سے پوچھتے رہتے۔ کہ مطالعہ کس قدر کیا ہے۔ میں ان دنوں جامعہ احمدیہ میں کام کرتا تھا۔ مجھے فرماتے۔ کہ ان کے مطالعہ کے متعلق مجھے رپورٹ دیا کرو۔ ان میں سے بعض کے پاس کتابیں بھی پوری نہ تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کا بہت حرج ہو رہا تھا۔ ایک دن ان کے متعلق اس قدر ترحم اور رقت پیدا ہوئی کہ آپ اونچی آواز سے باچشم پرنم دعا کرنے لگے۔ پھر اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ لیا۔ اور قریباً آدھ گھنٹہ تک نہایت عاجزی سے دعا فرماتے رہے۔

کیا ہی عجیب واقعہ ہے۔ آپ خود بیمار ہیں۔ فالج کا حملہ ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔ مگر اپنے شاگردوں کا خیال بدستور ہے۔ وہ آتے ہیں تو ان سے پڑھائی کے متعلق گفتگو ہوتی ہے۔ ان سے پچھلے کام کی رپورٹ مانگی جاتی ہے۔ آئندہ کے لئے ان کو ہدایات دی جاتی ہیں۔

میں نے دو تین دفعہ عرض کیا۔ کہ حافظ صاحب آپ کو بولنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ آپ زیادہ کلام نہ فرمایا کریں۔ خدا تعالے آپ کو صحت بخشے۔ اس حالت میں زیادہ کلام کرنے سے بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ اس پر آپ نے کچھ خاموشی کے بعد فرمایا:۔ زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ جتنا کچھ ہو سکے۔ ابھی میں تم کو بتا دوں۔ تو اچھا ہے۔ مجھے سب سے بڑا غم یہی ہے۔ کہ میں ایسے وقت میں جا رہا ہوں۔ کہ سلسلہ میں کوئی ایسا عالم نظر نہیں آتا۔ جو تمھیں آگے چلائے۔ مجھے خوف ہے۔ کہ بعد میں یہ پڑھا ہوا بھی تمھیں بھول نہ جائے۔ کجا یہ کہ تم ترقی کرو۔ جب کبھی ایسی باتیں ہوتیں۔ آپ ہمیشہ اس غم کا اظہار فرماتے۔

جب کبھی آپ کا کوئی شاگرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو آپ اس سے کوئی نہ کوئی مسئلہ کی بات شروع کر دیتے۔ اس آخری بیماری کے دنوں میں بھی کئی شاگردوں کو خود فرمایا کرتے۔ کہ کبھی کوئی مسئلہ پوچھ لیا کرو مجھے اس سے خوشی ہوتی ہے۔

اس بیماری کے دنوں میں ایک دفعہ فرمایا۔ میں نے مولوی اللہ دتا صاحب کو بعض کتابوں کے نام لکھائے تھے۔ اگر صحت ہوئی۔ تو اور بھی بتاؤں گا۔ تم ان کو نوٹ کر لو۔ اور ان کا مطالعہ کرو۔ ابھی تمھیں بہت کچھ کرنا ہے

اس قسم کے واقعات کئی ہیں۔ یہ چند واقعات جو آپ کی بیماری میں ہوئے۔ صرف اس لئے ذکر کئے گئے ہیں۔ کہ اس سے ناظرین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ جس بابرکت اور نافع الناس وجود کو اپنی اس حالت میں بھی شاگردوں کی ترقی کی خواہش ہو۔ اپنی صحت کے ایام میں کسقدر تڑپ ہوگی

فلمن تقول افیا تلہ ممہنہ — انما ابرا ایلب ام الی من یتجرع

## آپ کا انکسار

باوجودیکہ حافظ صاحب کو جو فضیلت و بڑائی حاصل تھی۔ اس کو سب دنیا جانتی ہے۔ مگر کسی قسم کی خود پسندی یا بڑائی کا خیال بھی آپ کو کبھی نہیں ہوا۔

کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ تبلیغی سفروں میں کسی شخص نے آپ کے سامنے آپ کے علم۔ تقریر اور خوش الحانی وغیرہ کی اگر تعریف شروع کی۔ تو آپ نے منع فرما دیا۔ اور خود مونہہ سے دعا شروع کر دی کبھی الحمد للہ ہی کہہ دیا کبھی حضرت ابوبکر کی دعا (اللھم اجعلنی خیرا مما یظنون واغفرلی مالا یعلمون۔ ولا تواخذنی بما یقولون) کی طرح کوئی نہ کوئی دعا اپنے الفاظ میں یا عربی الفاظ میں شروع کر دی۔ ایسے موقعوں پر کبھی آپ اپنے کسی رفیق سفر شاگرد سے باتیں شروع کر دیتے کبھی کسی اور صاحب سے مخاطب ہو جاتے۔ اور کبھی ایسے مداح کو زبان پنجابی فرماتے۔ "جوانا اہناں گلاں نوں چھڈ۔ کوئی سواد دی گل کر"۔

مجھے کئی سال سے آپ کی خدمت کا شرف حاصل تھا۔ سفر و حضر میں ساتھ رہا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ کبھی کوئی بات ایسی بیان فرمائی ہو جس میں اپنی کسی خصوصیت یا فضیلت کا اظہار ہو۔ سوا دو چار باتوں کے۔ وہ بھی اس لئے کہ بعض وجوہ سے سلسلہ کی تاریخ کا ان سے تعلق تھا۔

## محسن کے احسانوں کو یاد رکھنا

جن کو حضرت حافظ صاحب سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ یا جن لوگوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت حافظ صاحب کے درسوں میں شمولیت کی ہے۔ وہ اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ کس طرح حافظ صاحب مرحوم ہر ایک بات کی سند حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی تک پہونچاتے تھے۔ اور کس طرح ہر ایک نکتہ قرآنی اور تشریح حدیث کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے آپ اس میں بہت راحت محسوس کرتے۔ اور فرماتے۔ اس سے زیادہ محسن کشی اور احسان فراموشی کوئی نہیں۔ کہ جس چشمہ سے فیض حاصل کیا ہو۔ سیر ہو جانے کے بعد انسان اُسے بھول جائے :-

آخری بیماری میں آپ کو بتایا گیا۔ کہ آپ کا ایک شاگرد عموماً نکات قرآنی یا مطالب حدیث کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ یا بواسطہ حافظ صاحب معلوم ہوا۔ کہ حضرت خلیفہ اول یوں فرماتے تھے کے لفظ بول کر اپنے شاگردوں کو پڑھاتا ہے۔ تو آپ اس پر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے انعامات اور برکات جذب کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ کہ انسان اپنے بڑوں کا ذکر خیر کرتا رہے۔ اور جو خوبی اُسے کسی محسن سے حاصل ہوئی ہے۔ اس خوبی کو اسی کی طرف منسوب کرے۔ آپ کا یہ خیال اور آپ کا یہ وطیرہ آپ کی طہارت نفس کی بہترین مثال ہے :-

## کلام اللہ سے عشق

اس آخری بیماری کے دنوں کا واقعہ ہے۔ کہ رمضان شریف میں درس دینے کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہ ہوا تھا۔ اور رمضان بالکل قریب تھا۔ آپ نے اس بات کا اظہار کیا۔ کہ اگر امسال قرآن کریم کا درس نہ ہوا۔ تو مجھے سخت تکلیف ہوگی۔ میں نہیں چاہتا کہ حضرت خلیفہ اول کا شروع کیا ہوا یہ مبارک کام بند ہو۔ اس کے متعلق کوشش کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس سے اگلے روز صبح ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خط لکھوایا۔ اور جب تک آپ کو اطمینان نہیں ہوگیا۔ کہ درس کا انتظام ہوگیا ہے۔ آپ کو چین نہیں آیا۔ اور یہ معلوم ہونے پر کہ درس کا انتظام ہوگیا ہے بڑی خوشی کے ساتھ الحمد للہ کا لفظ کہا۔ اور اطمینان کا سانس لیا پھر فرمایا۔ خدا کرے۔ اور مولوی صاحب (حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب) کو بہت بہت توفیق دے۔ کہ سارے رمضان میں سارا درس قرآن ختم ہو جائے۔ جوں جوں مولوی صاحب کا درس باقاعدہ روزانہ ایک پارہ ہوتا جاتا۔ اتنا ہی آپ خوشی محسوس کرتے ان کے لئے دعا کرتے۔ اور اختتام پر مولوی سید سرور شاہ صاحب کو مبارکباد دی :-

وہ احباب جو حضرت خلیفہ اول رضی کے زمانہ میں احمدیت کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوئے۔ اور قادیان آتے رہے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفہ اول کو قرآن کریم سے کس قدر محبت اور عشق تھا۔ قرآن کریم آپ کی غذا تھی۔ قرآن کریم ہی آپ کی جان تھی کئی دفعہ حضرت خلیفہ اول نے خود ہی اس امر کا اظہار فرمایا۔ بعینہ وہی نقشہ حضرت حافظ صاحب کے وجود میں موجود تھا۔ آپ کی مجلس میں بھی قرآن کریم کا ذکر رہتا۔ قرآن کریم کا درس آپ کا معمول تھا۔ اور آپ کو اس کا شوق تھا۔

مئی و جون۔ جولائی و اگست و ستمبر کے مہینوں میں جو گرمی ہوتی ہے۔ وہ سب دنیا جانتی ہے۔ اور اس سے جو تکلیف ہوتی ہے۔ وہ سب پر عیاں ہے۔ ایسے ایام میں وہ مبارک اور نافع الناس وجود عموماً دو بجے سے چھ بجے تک ایک جگہ بیٹھ کر ہر روز ایک سیپارہ کا درس دیا کرتا تھا۔ اور ذرہ بھر بھی اضطراب و تکلیف کا اظہار تک نہ کرتا۔ آپ حتے الوسع عربی لفظوں کے معانی بتانے میں قرآن کریم سے استشہاد کیا کرتے۔ اور شاگردوں سے فرماتے۔ کہ حتی الوسع قرآن شریف سے استشہاد کرنا چاہئے۔ قرآن کریم علم عربی کی بھی بہترین کتاب ہے۔ فرماتے ایک دفعہ ہمارے شیخ (خلیفہ اول رض) نے فرمایا۔ کہ میں نے یورپ و مصر وغیرہ کے ادیبوں کی طرف لکھا۔ کہ عربی زبان کا ماہر بننے کے لئے کن کن کتابوں کا پڑھنا ضروری ہے۔ ہر ایک نے کچھ کچھ کتابیں لکھیں۔ ان سب میں سب سے اول ہر ایک کی فہرست میں قرآن شریف ہی تھا :-

## آپ کا ماٹو

دنیا میں ہر ایک انسان اپنی زندگی کے لئے کوئی نہ کوئی اصول تجویز کرتا ہے۔ اور حضرت حافظ صاحب مرحوم کا اصول زندگی "الطریقۃ کلھا ادب" تھا۔ اسی اصول پر آپ نے ہمیشہ زور دیا۔ اور اسی کی تلقین کی۔ اسی کا نمونہ دکھلایا۔ یہی سکھلایا۔ اور یہی پڑھایا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر طبقہ کے لوگ آپ سے محبت کرتے تھے۔ کیا دیہاتی۔ اور کیا شہری۔ کیا امراء کیا غرباء۔ کیا انگریزی تعلیم سے آراستہ اور کیا عربی سے مزین۔ کیا تصوف میں غوطہ زن اور کیا سیاسیات میں بہنے والے کسی کو بھی آپ سے ملنے میں نفرت اور حجاب نہ تھا۔ اور سب آپ کی تعظیم کرتے تھے :-

یہ کیوں تھا۔ صرف اس لئے کہ آپ ہر خورد و کلاں کے ساتھ محبت اور نرمی سے پیش آتے۔ ہر ایک سے اخلاص کا اظہار کرتے۔ کسی سے دشمنی نہ تھی۔ کسی سے بغض نہ تھا۔ ہر ایک سے پیار کی گفتگو فرماتے۔ ہر ایک کے حقیقی خیر خواہ تھے۔ ایک دن آپ کی مجلس میں بات ہو رہی تھی۔ کہ قادیان کے بعض تاجر اشیاء بہت مہنگی دیتے ہیں۔ اس لئے عام لوگوں کا خیال ہے۔ کہ براہ راست بٹالہ یا امرتسر سے خرید کر لایا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ غلطی ہے۔ اور ان تاجروں پر ظلم ہے۔ یہ ہمارے ہی آسرے پر دکانیں کھولے ہوئے ہیں۔ ورنہ ان سے کون خریدنے آتا ہے۔ اگر ہم نے ان سے تعاون نہ کیا۔ اور چیزیں نہ خریدیں۔ تو ان کو تکلیف ہوگی اور ان پر ظلم ہوگا۔ اس تجویز و عمل کے برعکس اگر سب لوگ ہی ان سے خریدنا شروع کریں۔ تو ان کی تجارت چل جائے گی۔ اور آہستہ آہستہ کم منافعہ پر دینے لگیں گے :-

آپ کی زندگی کے مفصل حالات کے متعلق ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب کرے :-

چونکہ یہ کتاب مفصل سوانح عمری کے طور پر شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس لئے احباب کرام سے تعاون کی درخواست ہے۔ مرحوم کے متعلق جو کچھ کسی کو معلوم ہو۔ مجھے اس سے آگاہ کر دے :-

خاکسار

غلام احمد مجاہد مولوی۔ فاضل قادیان

# احمدی مبلغین کی سرگرمیاں

مولوی نظام الدین صاحب جموں سے لکھتے ہیں۔

۲۷۔ جولائی کو آریوں کی طرف سے اعلان ہوا۔ کہ رات کو ایک مولوی صاحب کا جو شدھ ہو چکے ہیں۔ مولوی فاضل پاس اور دیوبند کے سند یافتہ ہیں۔ لیکچر ہوگا۔

رات کو بہت سے مسلمان آریہ سماج کے مندر میں پہونچ گئے۔ خاکسار بھی گیا۔ جب لیکچرار کی شکل دیکھی۔ تو محض ایک معمولی حیثیت کا لڑکا پایا۔ اس نے اسلام کے خلاف اور حضور نبی کریم علیہ السلام کے خلاف بہت کچھ گندہ دہانی سے کام لیا۔ اور کئی ایک اتہامات باندھے میں نے پریذیڈنٹ صاحب کو رقعہ لکھا۔ کہ چونکہ یہ شخص غلط بیانی کر رہا ہے۔ اور ناپاک حملے بھی کرتا جاتا ہے۔ اس لئے جواب کا موقعہ دیا جائے وہ رقعہ پریذیڈنٹ نے پڑھ کر واپس کر دیا۔ میں نے دوبارہ جواب کے لئے لکھا۔ تو رقعہ لے کر پاس رکھ لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے خود لیکچرار کو لکھا۔ تو اُس نے بھی وہ رقعہ پریذیڈنٹ کو ہی دے دیا اور کھڑے ہو کر کہا۔ کہ وقت نہیں مل سکتا۔ جس پر مسلمانوں میں بہت جوش پھیل گیا۔ کہ جواب کے لئے وقت کیوں نہیں دیا جاتا :-

برادر علی محمد صاحب سٹروعہ سے لکھتے ہیں :-

چوہدری غلام احمد صاحب وکیل پاکپٹن سے سٹروعہ آئے۔ مسجد میں مسلمانوں کے باہمی اتحاد پر لیکچر دیا۔ نہایت مفید اثر ہوا۔ نیز ایک غیر احمدی مولوی محمد یعقوب صاحب ساکن بھاٹری سے مباحثہ ہوا۔ اور مخالف کے تمام اعتراضات کا جواب دیا۔ جس کے جواب میں مولوی صاحب کو بغیر خاموشی کے کچھ نہ سوجھا۔

شیخ احمد الدین صاحب وڈالہ بانگر (ضلع گورداسپور) لکھتے ہیں:۔

۲۱۔ جولائی ۱۹۲۹ء کو مکرم شیخ عبد الحق صاحب احمدی نے مولوی محمد امین صاحب غیر احمدی امرتسری کے ساتھ "وفات مسیح" اور "صداقت مسیح موعود علیہ السلام" کے مسائل پر کامیاب مناظرہ کیا۔ پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ حاضرین کی تعداد پانچسو کے قریب تھی :-

چوہدری بانعدین صاحب نائب ذیلدار چک ۳۰ ب / ۱۱۰۷ ضلع منٹگمری اطلاع دیتے ہیں:۔

علاقہ منٹگمری میں تقریباً تین ماہ سے ڈاکٹر محمد احسان صاحب تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔ ہمارے چک ۳۰ ب / ۱۱۰۷ احمدیانوالہ میں بھی تشریف لائے۔ جہاں پر ہم نے ان کے تین لیکچر عام پبلک میں کرائے۔ اس کے بعد بندہ نے مندرجہ ذیل چکوک میں لے جا کر لیکچر کرائے۔ چک ۳۱ ب / ۱۱۰۷ و ۲۷ ب / ۱۱۰۷ اور چک ۵ ب / ۱۲۰۷ خدا کے فضل سے ان چکوک میں نہایت کامیابی سے لیکچر ہوئے۔ غیر احمدی لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا :-

عبد الغنی صاحب سکرٹری اوجلہ (گورداسپور) لکھتے ہیں:۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری یہاں آئے۔ اور دو دن رہ کر تین وعظ عام کئے۔ جس میں مستورات بھی شامل تھیں۔ اثر بہت ہی اچھا ہوا۔ نیز ایک خاندان کے آٹھ ممبروں نے احمدیت کو قبول کیا :-

# ہندو مذہب میں اصلاح کی ضرورت

## مسٹر گاندھی اور اخبار پائونیر کا مشورہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسٹر گاندھی نے حال ہی میں نینی تال اور الموڑہ واقع یو۔ پی کا دورہ کیا تھا۔ اور واپسی پر اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں ایک افتتاحیہ سپرد قلم کیا ہے۔ نینی تال۔ الموڑہ اور ہردوار وغیرہ میں ہندوؤں کی آبادی کثرت سے ہے۔ چھوت چھات اور ذات پات کی تمیز نے ہندو جاتی کو جس قدر قعر مذلت میں گرا رکھا ہے۔ اس کی بھیانک تصویر مسٹر گاندھی نے وہاں اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ اور اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ وہاں آپ نے بچشم خود دیکھا۔ کہ اچھے خاصے زمیندار اور دستکاری کرنے والے ہندو چھوت چھات کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور اعلےٰ طبقے کے ہندو ان کو منہ تک نہیں لگاتے۔ مسٹر گاندھی لکھتے ہیں۔ کہ الموڑہ میں ایک ہندو قوم انہوں نے ایسی بھی دیکھی۔ جو اپنی لڑکیوں کو مذہب کے نام پر بے حیائی کی زندگی بسر کرنے کے لئے پرورش کرتی ہے۔ آخر میں مسٹر گاندھی لکھتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کی ایک سوسائٹی ایسی لڑکیوں کے والدین کو اس حیا سوز پیشے سے باز رکھنے کی کوشش بھی کرتی ہے۔ مگر چونکہ ان لوگوں کی ضمیر خواب خرگوش کی نیند سو رہی ہے۔ وہ محسوس بھی نہیں کرتے کہ ہم میں یہ عادت بری ہے۔ انگریزی اخبار "پائونیر" نے بھی مسٹر گاندھی کے اس دورے پر اپنے افتتاحیہ میں تبصرہ کیا ہے۔ اور مسٹر گاندھی کی اصلاحی تجاویز سے پورا پورا اتفاق کیا ہے۔

اسمیں کیا شک ہے کہ چھوت چھات اور ذات پات کا مسئلہ ہندوؤں میں ہزار برائیوں کا باعث ثابت ہوا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہندو لوگ شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے کی بجائے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ جیسے کسی پہاڑ کو ڈائنامیٹ سے اڑا کر اس کے اجزا کو کرۂ ہوائی میں بکھیر دیا جائے۔

چھوت چھات نہ صرف ہندوؤں کے لئے تباہی کا باعث بن رہی ہے۔ بلکہ ادنیٰ اقوام کی ترقی کا راستہ بھی اس سے ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے۔ دراصل جس قوم سے بھی چھوت چھات کی جائے۔ اس قوم کی سخت تذلیل اور ہتک ہے۔ مثلاً ہندو لوگ جو مسلمانوں کے ساتھ کھان پان نہیں کرتے۔ تو اس فعل سے وہ انکی سخت بے عزتی کرتے ہیں۔ اور وہ دن آگیا ہے۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے اس فعل کو ایک مذہبی فعل نہیں۔ بلکہ ان کے دلی عناد پر محمول کریں یہی وجہ ہے۔ کہ اب سمجھدار مسلمانوں نے ہندوؤں کو اس کا ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ ان کے ہاتھ کا کھانا پینا ایسا ہی مکروہ خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہندو۔ اسی طرح ذات پات کی تمیز نے ہندو سوسائٹی کو فائدہ پہنچانے کی بجائے ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اور ان کی ترقی کے راستے میں ہزار روڑے اٹکائے ہیں۔ پس ہندو قوم کی اس ہتک آمیز اور تفرقہ انگیز پالیسی کو خود مسٹر گاندھی جیسا پکا ہندو بھی محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اور اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ پس چاہیئے کہ قوم کے سربرآوردہ لیڈر اور رہنما۔ ذات پات کی تمیز کو اڑا دیں۔ اور ادنیٰ اقوام کو وہ حقوق انسانیت ضرور دیں۔ جو خدا تعالےٰ نے ہر ایک انسان کو عطا کئے ہیں۔

مس میو یا اس کا کوئی ہم خیال اگر ہندو سوسائٹی میں اس قسم کے نقص دیکھے۔ اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائے۔ تو ہندوؤں کو برا محسوس ہوتا ہے۔ مگر جب خود مسٹر گاندھی نے اصلاح کی یہ آواز اٹھائی ہے۔ تو امید ہے۔ ہندو لوگ اس پر برا نہیں منائیں گے۔ بلکہ اس نیک تحریک کو عملی جامہ پہنانے کی جلد سے جلد کوشش کریں گے۔

نکاح بیوگان کے متعلق ہندوؤں کی اصلاحی کوششیں قابل تعریف ہیں۔ اور مسلمان دل و جان سے ان کی قدر کرتے ہیں جس طرح ستی کی رسم شاہان مغلیہ اور انگریزوں کی مساعی جمیلہ سے ہندوؤں سے دور ہو گئی ہے۔ اسی طرح امید ہے۔ باقی رسوم قبیحہ بھی ایک ایک کر کے ان سے دور ہو جائینگی۔ اور ہندو اپنے اوپر سے وہ جامہ اتار پھینکیں گے۔ جن میں ہزاروں سوراخ پڑے ہوئے ہیں۔ اور آخر کار وہ زندگی اور اخلاق کے ان اعلیٰ معیاروں پر قدم زن ہوں گے۔ جو نسل انسانی کے خلاق نے اپنے پیارے بندے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ دنیا میں قائم کئے ہیں۔

خاکسار:۔ علی محمد۔ تمابر بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ قادیان

---

ح۲ چونکہ مولوی صاحب کے علاقہ میں علاوہ ضلع شاہپور کے راولپنڈی جہلم اور گوجرات کے اضلاع بھی شامل ہیں۔ اس لئے ان اضلاع کے احباب بوقت ضرورت مولوی صاحب سے بمعرفت بابو محمد سعید صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ سرگودھا خط و کتابت کریں۔ اور حتی الامکان مرکز سے مبلغ طلب فرمائیں۔ مولوی ظہور حسین صاحب اور مولوی علی محمد صاحب اجمیری کی خدمات علی الترتیب ہائی سکول اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے عارضی طور پر بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ منتقل کی ہوئی ہیں۔

خاکسار فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔ یکم اگست ۱۹۲۹ء

# نقل و حرکت مبلغین

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بوجہ بیماری ۲۰ر جون سے پونے دو ماہ کی رخصت پر ہیں۔ باوجود علالت طبع کے آپ گنج (لاہور) اور پوہلا مہاراں ضلع سیالکوٹ میں گیارہ دن خدمات سلسلہ میں صرف کئے۔ جزاہم اللہ اول الذکر مقام پر شیعہ اصحاب کے خلاف تقریریں ہوئیں۔ تقریروں میں سوال و جواب کا موقعہ بھی دیا جاتا رہا۔ مفصل رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔ پوہلا مہاراں و جنڈر کے مگوئے میں (مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی اللہ دتا صاحب۔ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد) کی تقریروں کے علاوہ گگر مہاراں میں غیر احمدی علماء سے دو مناظرے ہوئے۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے ۱۷ر جولائی تک ضلع گورداسپور کے متعدد دیہات کا دورہ کیا۔ اوجلہ میں ان کے ذریعہ سے ۹ کس داخل سلسلہ ہوئے۔ علاوہ ازیں ۱۹ر جولائی کو انہیں بمعیت مولوی محمد حسین صاحب موضع کیرہ تحصیل شکر گڈھ میں ایک جلسہ میں تقریروں کے لئے روانہ کیا گیا۔ جہاں سے دورہ کرتے ہوئے آپ ۲۷ر جولائی کو قادیان واپس آئے۔ اور ۲۸ر جولائی سے یکم اگست تک بوجہ علالت طبع رخصت حاصل کی۔ ۳ر اگست کو انشاء اللہ وہ یہاں سے روانہ ہوں گے۔ ان کا پروگرام حسب ذیل ہے:۔

میران پور ضلع شیخوپورہ۔ ترگڑی دتلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ برج جیوے خاں بنگلہ اکبر ہجیجا ولنی۔ چک نمبر ۲۰ ضلع منٹگمری۔ چونکہ ان مقامات میں علاوہ تبلیغ کے تربیت جماعت کا کام بھی ہے۔ اس لئے یہ مختصر پروگرام قریباً ایک ماہ کا ہوگا۔ ہر ایک جگہ قیام کے لئے مناسب وقت مقرر کر دیا گیا ہے جس کی اشاعت کی ضرورت نہیں۔ کسی مقام پر پہنچنے کی صحیح تاریخ سے مولوی صاحب خود اطلاع دیں گے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنی اپنی جگہ وقت مقررہ کے اندر کام ختم کرنے میں مولوی صاحب کی امداد فرمائیں۔ اور زیادہ عرصہ تک ٹھہرانے کی کوشش نہ کریں۔ مولوی صاحب موصوف کی عدم حاضری میں مولوی محمد حسین صاحب ضلع گورداسپور کے لئے قائمقام مبلغ ہوں گے۔ جو پہلے صرف تحصیل پٹھانکوٹ میں کام کر رہے تھے۔ گذشتہ ایام میں انہوں نے مضافات پٹھانکوٹ سے علاوہ دور تک پہاڑی علاقہ کے بعض مواضعات کا پیدل دورہ کر کے پیغام حق پہنچایا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے نیک نتائج پیدا کرے۔

مولوی اللہ دتا صاحب اپنی اور اپنی اہلیہ کی علالت کے باعث ۵ارجون سے ۱۵ر جولائی تک رخصت پر رہے۔ تا حال انکی اہلیہ کی حالت تسلی بخش نہیں ۲۶ر جولائی کو مولوی صاحب نے آریہ سماج کی دعوت پر بمقام دینا نگر پنڈت رامچندر صاحب سے مناظرہ کیا جس کی تفصیل اخبار الفضل میں احباب ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ۳ر اگست کو مولوی صاحب آریہ سماج جموں سے مناظرہ کے لئے بھیجے گئے۔ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد بدوملہوی کی خدمات ایک لمبے عرصہ سے جامعہ احمدیہ سے مستعار حاصل کی ہوئی ہیں۔ لیکن ۱۳ر جولائی کو انہیں شیعہ اصحاب سے مناظرہ کے لئے چک نمبر ۵ جھنگ برانچ ضلع لائل پور روانہ کیا گیا۔ مولوی محمد یار صاحب عارف سرگودھا میں کام کر رہے ہیں۔ ۲۵ر جولائی کو آپ کو لالہ موسیٰ بھی بھیجا گیا۔ نیز لالہ موسیٰ کے قریب ماجرا نامی گاؤں میں احمدیہ جلسہ میں آپ کی تقریریں ہوئیں۔

# چندہ خاص اور احمدیہ جماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تحریک چندہ خاص میں نہ صرف چندہ خاص کے ادا کرنے میں باقاعدگی کی تاکید فرمائی ہے۔ بلکہ چندہ عام کے واسطے بھی خاص ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک کارکن کے علاوہ دوسرے احباب بھی جنکا تعلق چندہ سے نہیں ہے۔ وہ بھی خصوصیت سے چندہ عام و خاص کے باقاعدہ ادا ہوتے رہنے کیلئے خیال رکھیں۔ چنانچہ حضرت اقدس تحریک چندہ خاص میں فرماتے ہیں۔ "میں تمام احباب کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ قطع نظر اس کے کہ چندہ کے جمع کرنے سے ان کا تعلق ہے۔ یا نہیں۔ اپنا خاص فرض سمجھ کر وہ اپنے اپنے علاقہ میں باقاعدہ وصولی کی طرف توجہ کریں۔ اور اس امر کا خیال رکھیں کہ ایک شخص بھی ایسا نہ رہے جو اس چندہ (چندہ خاص) کی ادائگی میں سستی دکھلائے۔ یاد رہے۔ کہ یہ چندہ تین ماہ کے اندر ہندوستان کی جماعتوں کو ادا کرنا ضروری ہے۔ مگر یہ بھی نہ ہو۔ کہ ان ایام میں چندہ ماہواری میں سستی ہو جائے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ جو اس خیال سے سستی کر بیٹھتے ہیں کہ پہلے چندہ خاص ادا کرلیں۔ پھر چندہ عام ادا کرینگے۔ ان کو بہت کم اس ارادہ کے پورا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔" حضور کے اس ارشاد کے ماتحت ہر ایک احمدی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ چندہ خاص کے ساتھ ہی اپنا چندہ عام بھی باقاعدہ ادا کریں۔

(۱) شجاع آباد ضلع ملتان کے سیکرٹری عبدالرحمن صاحب ایس۔ ڈی۔ آئی اطلاع کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنا چندہ عام اکتوبر سے جون ۱۹۲۹ء تک ارسال کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ پچیس فی صدی کی شرح سے چندہ خاص بھی مبلغ للغہ روپیہ یکمشت ارسال کیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے ارد گرد کے احباب سے بھی چندہ عام و خاص لیکر بھیجا ہے۔ چنانچہ چودہری محمد طفیل صاحب ملازم زراعت کا چندہ عام تاجون ۱۹۲۹ء اور چندہ خاص بشرح پچیس فی صدی یکمشت لیکر ارسال کیا ہے۔ اسی طرح سے میاں نبی بخش صاحب محرر تھانہ کا چندہ خاص بھی بشرح پچیس فی صدی یکمشت لیا گیا ہے۔ ایس۔ ڈی۔ آئی صاحب کی ساعی اور کوشش کا شکریہ ہے۔ اور ان احباب کا بھی شکریہ ہے۔ امید ہے۔ کہ اسی طرح سے احباب کرام اپنے چندے باقاعدہ ادا فرماتے ہوئے عنداللہ ماجور ہونگے۔

(۲) جماعت میمو برما کی طرف سے یکمشت آنے کی اطلاع اس سے پیشتر شائع ہو چکی ہے۔ اب ان کی طرف سے تفصیلی اطلاع ملی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"ہمیں چندہ خاص کی تحریک کا انتظار تھا۔ الحمد للہ تحریک پڑھ کر خوشی ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین کے لئے مالی خدمت کرنے کا پھر موقع عطا فرمایا ہے۔ [illegible] روپیہ تو آپ کو ارسال کئے جا چکے ہیں۔ باقی انشاء اللہ ماہ اگست و ستمبر کے شروع میں ارسال کر دینگے۔ اس فارم میں خصوصیت یہ ہے۔ کہ مکرمی ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب نے یکمشت اپنا چندہ ادا فرمایا ہے۔ اور سید رشید احمد صاحب نے اپنی مقررہ رقم بشرح چندہ خاص میں سے نصف رقم یکمشت ادا کر دی ہے۔ اور دوسری خصوصیت یہ ہے۔ کہ مسٹر احمد خان صاحب ممی مسٹر بشارت اللہ صاحب۔ سید یعقوب شاہ صاحب (بے روزگار) صاحبان نے بھی جو کہ ابھی نئے نئے احمدی ہوئے ہیں۔ اپنا چندہ خاص بشرح پچیس فی صدی دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ تیسری خصوصیت اس فارم میں یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے عہ۔ نذیر فاطمہ دختر ڈاکٹر صاحب نے عہ اور بشریٰ بیگم و سید بشیر احمد صاحب پسر ڈاکٹر صاحب نے ایک ایک روپیہ چندہ خاص میں ادا فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یہاں کی جماعت نہایت قلیل ہے۔ اور غریب ہے۔ توپ خانہ عملہ کے انبالہ چلے جانے سے یہاں کوئی بارسوخ احمدی نہیں رہا۔ ہم سات آدمیوں میں سے تین تو احمدی ہیں۔ اور بہت سے زیر تبلیغ۔ دعاؤں کی ضرورت ہے"

(۳) جماعت سکندر آباد دکن کے فارم میں یہ خصوصیت ہے۔ کہ جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب موصی کی ⅓ حصہ کی وصیت ہے۔ اور ماہوار باقاعدہ چندہ وصیت ادا فرماتے ہیں۔ باوجود اس کے آپ نے چندہ خاص پچاس فی صدی کی شرح سے ادا فرمایا ہے۔ حالانکہ ان کی وصیت ⅓ حصہ کی ہے۔ اور جن موصیوں کی وصیت ⅓ حصہ کی ہو۔ ان کے ذمہ چندہ خاص نہیں آتا۔ کیونکہ جن موصیوں کی وصیت ⅕ یا ¼ یا ⅓ یا ½ ہو۔ ان کے واسطے یہ رعایت ہے۔ کہ وہ اپنا ماہوار حصہ آمد ادا کرنے کی صورت میں حصہ آمد کی رقم منہا کر کے باقی چندہ خاص میں دیں۔ لیکن ⅓ حصہ کی وصیت کرنے والے احباب سے تو یہ رقم نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ چندہ خاص کی مد قسم برابر تو پہلے ہی ماہوار ادا کرتے ہیں۔ جن دوستوں کی وصیت ⅓ حصہ یا ⅕ حصہ کی ہے۔ ان کے واسطے یہ رعایت نہیں ہے۔ ایسے موصیوں کو یعنی جنکی وصیت ⅒ حصہ یا ⅑ کی ہے۔ انکو پورا چندہ خاص بشرح پچیس فیصدی ادا کرنا چاہئے لیکن باوجود اس کے کہ سیٹھ صاحب موصوف پر چندہ خاص نہ تھا۔ آپ نے پھر چندہ خاص نہ صرف پچیس فیصدی کی شرح سے ادا فرمایا ہے۔ بلکہ پچاس فیصدی کی شرح سے دیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء اللہ تعالیٰ انکی اس قربانی خاص کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین۔ اور جن موصیوں کی وصیت ⅒ یا ⅑ حصہ کی ہے۔ انہوں نے بھی اور دوسرے احباب جماعت نے بھی چندہ خاص پچیس فیصدی کی شرح سے وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ

(۴) مکرمی میاں محمد الدین صاحب اے۔ ڈی۔ پال برادرس ہانگ کانگ نے اپنا چندہ خاص نہ صرف پچیس فیصدی سے یکمشت ارسال فرماتے ہیں۔ بلکہ یکمشت چالیس فیصدی کی شرح سے۔ (۵) بابو محمد فضل حق صاحب دالبٹیں لاہور نے اپنا چندہ خاص مبلغ [illegible] روپیہ باوجودیکہ آپکی وصیت ⅒ حصہ ماہوار کی ہے یکمشت ارسال فرمایا ہے۔ (۶) مولوی محمد علی صاحب سولی ماریشس اور سے اپنا چندہ خاص بشرح پچیس فیصدی یکمشت ارسال کر کے لکھتے ہیں۔ کہ [illegible] روپیہ یکمشت ارسال ہے اور یہ روپیہ پچیس فیصدی کی شرح سے ہے۔ الحمد للہ کہ مال دیا بھی اسی نے ہے۔ اور پھر اس نے اپنے فضل سے توفیق بخشی ہے۔ ثم الحمد للہ

(۷) بھاگلپور کی جماعت کا وعدہ ۴۰۵/ روپیہ کا موصول ہوا ہے اس میں عبدالمجیب صاحب نے چندہ خاص کا وعدہ چالیس فیصدی کے حساب سے فرمایا ہے۔

(۸) منڈی سکھیکے۔ اور امین آباد ضلع گوجرانوالہ کی ہر دو نئی جماعتیں ہیں۔

## غور سے پڑھئے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور۔ چلنے پھرنے سے لاچار ذرا سے کام سے دم چڑھ جانا۔ کمی خون کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا۔ اشتہا کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت ان کے لئے "عرق نور" اکسیر ہے۔ اور امراض کے لئے تریاق۔ موسمی بخار سے پہلے استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفی خون اعلیٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے۔ ویسا ہی تندرست کے لئے مفید ہے۔ جس قدر عرق پیا جائے۔ اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ساتھ بھیجا جاتا ہے۔

قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

**بانجھ پن** اور **اٹھرا** کے لئے "عرق نور" مجرب المجرب ہے اس کے استعمال سے ماہوار خرابی اور قلت خون درد وغیرہ دور ہو کر بچہ دانی قابل تولید ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن ہو گئے ہیں۔ تو آپ اس طرح کریں۔ کہ ایک اقرار نامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہان تحریر کرکے کہ ہم موجد عرق نور کو جتنے انشی روپیہ بعد حصول اولاد ادا کرینگے۔ کسی قسم کا عذر نہ ہوگا۔ بھیج دیں۔ تو ہم آپ کو مفت دوائی روانہ کرینگے صرف خرچ ڈاک آپکو دینا پڑیگا۔

نقد قیمت ۸ ہم خوراک دوائی بعد شافہ قیمت للعہ

**ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ قادیان پنجاب**

## زراعتی آلات
### و
## دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ انگریزی آئل انجن کے بیلنہ جات۔ چارہ کترنے کی مشین (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے قیمہ اور سیویاں بنانے کی بنظیر نو ایجاد مشینیں۔ آہنی خراس (بیل چکی) فلور ملز۔ رائس ہلرز دھان کوٹنے کی مشینیں۔ دستی پمپ۔ وغیرہ وغیرہ عمدہ اور بکفایت مال خریدنے کے لئے ہماری تصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔ ہم سے سیدھا مال منگانے پر آپکو بہت سے درمیانی ساہوکاروں کی بچت رہیگی ہمارے ہاں پیتل اور لوہے کی ہر قسم کی ڈھلائی کا کام بھی ہوتا ہے۔

**ایچ اے رشید اینڈ سنز سوداگران مشینری بٹالہ**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دارالبرکات میں ریلوے روڈ کے اوپر اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ سڑک والے قطعات کی قیمت ۳۵؍ فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی ۲۵؍ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ محلہ سٹیشن کے بالکل سامنے ہے۔ اور موجودہ قطعات سٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقع ہیں۔ سڑک پر ایک کنال (پہلے دو کنال کی شرط تھی اب ایک کنال کی شرط کر دیگئی ہے) سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ خواہشمند احباب خاکسار کیساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ اس کے علاوہ ایک قطعہ کم و بیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔ نرخ بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد (ایم اے) قادیان


## ضرورت ہے

ایسے مڈل و انٹرنس پاس کی جو کہ ٹیلیگراف و سٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں۔ مفصل حالات دو آنہ کا ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

پتہ:- امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

## مکرمی! السلام علیکم

تقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کر دیا ہوگا۔ کہ معاونت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس لئے جبتک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں عام نہ کیا جائے تب تک یہ ترقی ملتوی رہیگی۔ اس لئے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ رشتہ اتحاد کی خاطر اس میں کوآپریشن کرکے قومی بنیاد کو مستحکم کرنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ اور اگر آپ کی طاقت اور بس کی بات ہو۔ تو مندرجہ ذیل اشیا کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں اور اگر ان اشیا سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تو آپ اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں۔ اور ان دوستوں کے نام ارسال فرمائیں جو آپ کے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ یا آرڈر دینے کے مجاز ہوں۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول ہیڈ کلرک پلٹن اور فوجی افسر وغیرہ۔ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے۔ اور سامان بینڈ وغیرہ بکفایت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلےٰ ارسال ہوگا۔

:- پرائس لسٹ منگائیے:-

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

## محافظ اٹھرا گولیاں

### رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

پشاور اور بخارا کے مشہور

## خصوصی تحائف

ہر قسم کی مشہدی و پشاوری لنگیاں ہر رنگ و ڈیزائن کے بخاری تنا دیز ہر ایک قسم کے مشہدی و بخاری رومال۔ بیت کے زرنگار و سلمہ ستارہ کے پشاوری کلاہ مال بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ ناپسندی پر محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجائیگی۔

المشتہر

میاں محمد۔ غلام حیدر۔ احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور شہر

## الفضل میں اشتہار کیوں دیا جائے

اس لئے کہ یہ سلسلہ احمدیہ کا آرگن ہے۔ اور ایک تعلیم یافتہ جماعت میں اسکو اعتماد حاصل ہے۔ اسلئے اس کے فائل یقینی طور پر محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اسلئے کہ یہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ہندوستان سے باہر ہر ملک میں جاتا ہے۔ اور ہر طبقے اور مذاق کے لوگ اسکو پڑھتے ہیں۔

منیجر الفضل

# ہندوستان کی خبریں

شملہ ۲۹ جولائی - آج پنجاب کونسل میں چودھری افضل حق نے مقدمہ سازش لاہور کے متعدد اسیروں کی حالت پر غور کرنے کے لئے التوائے اجلاس کی تحریک پیش کی - جنھوں نے جیل کے اندر سیاسی قیدیوں کے ساتھ سلوک کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مقاطعہ جوعی اختیار کر رکھا ہے - صاحب صدر نے تحریک کی اجازت دیدی - مسٹر ... نے گورنمنٹ کی طرف سے مخالفت کی - اور کہا - کہ ارکان کونسل کی مقررہ تعداد اس تحریک کے پیش ہونے کے خلاف ہے کونسل نے تحریک پیش کرنے کی اجازت نہ دی ۔

بمبئی ۲۹ جولائی - صوبہ بمبئی کی سائمن کمیٹی کی رپورٹ کونسل کے ارکان کے درمیان شائع کردی گئی ہے - اکثریت کی سفارش یہ ہے - کہ امن و آئین کے محکمہ کو چھوڑ کر باقی تمام محکمے وزراء کے ہاتھ میں منتقل کر دئے جائیں ۔

پشاور ۲۹ جولائی - اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ شاہ محمود نے حاجی احمد زئی اور منگل قبائل کے لشکروں کے ساتھ ۲۵ - جولائی کو کاریز درویش پر قبضہ کرنے کی ایک دفعہ پھر کوشش کی لیکن زبردست جنگ کے بعد ۲۶ رجولائی کو پسپا ہو گئے - حالات سے مجبور ہو کر وہ قاسم خیل کی طرف جو علاقہ حاجی میں ان کا صدر مقام ہے ہٹ گئے - شاہ محمود نے اپنے قبائل لشکر کو حکم ثانی تک اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت دیدی ہے - یقین کیا جاتا ہے - کہ وہ گولہ بارود فراہم کرنے کے بعد اپنی شکست کی تلافی کرلیں گے - اس وقت خوست ... کابل کے قبضہ میں ہے ۔

کراچی ۲۹ جولائی - شدید بارش کی وجہ سے ولایت کو جانے والی ہوائی ڈاک کو ۲۴ گھنٹہ کی تاخیر ہو گئی - مستقر ہوائی ... رہا ہے - اور توقع ہے - کہ ولایت سے آنے والی ہوائی ڈاک کے لئے درست ہو جائے گا - جو دو دن کی تاخیر سے آرہی ہے ۔

میرٹھ ۲۹ رجولائی - رائے بہادر رگھوناتھ پرشاد سشن جج مقدمہ سازش میرٹھ کے سلسلہ میں آج دو احکام صادر کئے یعنی چودھری دھرم ویر سنگھ کی درخواست ضمانت مسترد اور جیوری کی سماعت کے بارے میں مسٹر حبیب والا کی درخواست نامنظور کر دی گئی

احمد آباد - ۲۹ رجولائی - آج سشن جج نے جیوری کے متفقہ فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے نو ہندوؤں کو جن پر الزام لگایا گیا تھا - کہ انھوں نے جال پور میں ایک مذہبی کتھا کے دوران میں ایک مقامی مسلمان سب انسپکٹر کے لڑکے کو قتل کیا ہے - بری کر دیا ۔

شملہ ۲۶ رجولائی - معلوم ہوا ہے - کہ بدھ کی رات شملہ میں دفتر وزارت خارجہ کو ایک تار شاہ سیام کے وزیر اعظم کی طرف سے وصول ہوا - کہ شاہ سیام کے وارث تخت بھائی خطرناک طور پر بیمار ہیں - لہذا چند ایسی ادویہ جو سیام میں دستیاب نہیں ہو سکتیں - اور مریض کے لئے ازبس نہایت ضروری ہیں - کلکتہ سے خرید کر ہوائی جہاز کے ذریعہ ارسال کی جائیں - دوسرے دن علی الصباح دو ایسے ہوائی جہاز جو موسمی ہواؤں کا خوب مقابلہ کر سکتے ہیں - رسال پور سے بنکاک روانہ ہو گئے - لیکن گذشتہ رات کو ایک اور اطلاع بنکاک سے موصول ہوئی - کہ سیامی ڈاکٹر ان دواؤں کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں - چنانچہ دونوں جہازوں کو راستے ہی میں ٹھیرا لیا گیا - مریض کے متعلق کوئی مزید اطلاع موصول نہیں ہوئی ۔

ہندوستان اور برما کے سرکاری تار گھروں میں وہ تار لئے جائیں گے - جن کو لوگ کراچی سے ہوائی ڈاک پر عراق - فلسطین - مصر اور برطانیہ کو بھیجنا چاہیں - کہ تاروں کی اجرت یہ ہوتی ہے - کہ ہندوستان کی اندرونی تاروں کی قیمت جو درجہ کے مطابق ہوتی ہے - (ایکسپریس یا معمولی - جیسا تار دینے والا چاہے) پر ہوائی ڈاک کی فیس اور ممالک بیرون میں جانے والے خطوط کی ٹکٹوں کا خرچ متزاد ہوتا ہے - ان ٹکٹوں کے خرچ کی تفصیل فارن پوسٹ ڈائرکٹری اور ٹیلیگراف گائڈ میں مل سکتی ہے ۔

ناگپور - پاؤنیر کو معلوم ہوا ہے - کہ مجلس تعیین رضائے عمر نے دیگر سفارشات کے علاوہ حکومت سے یہ بھی سفارش کی ہے - کہ پولیس کے محکمہ میں عورتیں بھی بھرتی کی جائیں - جو جنسی جرائم کی تحقیقات میں حصہ لیں - اور عورتوں کے ساتھ عدالت میں آئیں جائیں - عورت کے طبی امتحان کے وقت موجود رہیں ۔

کراچی ۲۹ رجولائی - آندھی کا طوفان آنے کے باعث ہوائی ڈاک عراق میں رک گئی ہے - اور یہاں کل تک نہیں پہونچ سکے گی ۔

ڈھاکہ ۲۹ - جولائی - آج صبح ڈھاکہ میڈیکل سکول کے طلباء نے ہڑتال کر دی - ہڑتال کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے - کہ سکول کے حکام نے امسال عمل جراحی کے لئے ایک سو روپیہ زائد فیس داخل کرنے کے احکام جاری کئے تھے ۔

کراچی - ۲۹ - جولائی - چند روز تک مسلسل بارش کی وجہ سے جان و مال کا نقصان کثیر ہوا ہے - شہر کے نشیبی حصوں میں غرباء کے متعدد مقامات منہدم ہو گئے ہیں - جس کی وجہ سے غرباء میں شدید خوف و ہراس پایا جاتا ہے - دریائے ملیر میں طغیانی آگئی ہے - جس کے باعث دریا کا عبور کرنا ناممکن ہو گیا ہے ملیر روڈ پر متعدد موٹریں اور گاڑیاں غرقاب ہو گئیں - خیال کیا جاتا ہے - کہ سندھ میں جان و مال کا زبردست نقصان ہوا ہے ۔

حیدرآباد (سندھ) ۲۷ رجولائی - شدید بارش کے بعد لاڑکانہ - شکارپور اور شمالی سندھ کے چند اور شہروں میں ہیضہ شروع ہو گیا ۔

احمد آباد - ۲۹ - جولائی - دریائے سابرمتی کی طغیانی میں کمی واقع ہو گئی ہے - مزید اتلاف جان کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ۔

# ممالک غیر کی خبریں

ماسکو ۲۹ - جولائی - طاس ایجنسی کی اطلاع مظہر ہے کہ ہربین کے قریب فیودیادیان کے مقام پر چینی افواج نے بغاوت کر دی ہے - انھوں نے دوکانوں اور تاجروں کے مکانوں پر حملے کئے - اگرچہ حکام نے امن کا یقین دلایا ہے - تاہم کاروبار بند پڑا ہے - باشندے شہر چھوڑ کر جا رہے ہیں ۔

لنڈن ۲۶ - جولائی - محکمہ بحری نے آج اعلان کیا ہے - کہ جنگی جہاز "ڈیون شائر" میں ایک جدید ۸ رانچہ والی توپ کے پھٹ جانے سے مشرقی بحیرہ روم میں ۱۳ - اموات واقع ہوئیں - اور ۱۹ - آدمی مجروح ہوئے ۔

لنڈن - ۲۶ - جولائی - ایک انجمن نے جو ٹڈیوں کو تباہ کرنے کی تدابیر سوچا کرتی ہے - اپنی رپورٹ میں امید کی ہے کہ ٹڈیوں کی تباہی کے لئے ہوائی جہاز مستعمل ہوں گے - اور سفارش کی ہے کہ ایسے مقامات جہاں ٹڈیاں پائی جائیں - اور وہاں ہوائی مراکز بھی ہوں وہاں کے کمان افسروں سے مدد لی جائے - انجمن مذکور نے پانچ سال کے لئے چار ہزار پونڈ پر تحقیقات کرنے کی خاطر ایک پروگرام مرتب کرنے کی سفارش کی ہے ۔

لنڈن ۲۶ - جولائی - وزارت برطانیہ نے ابھی تک فیصلہ نہیں کیا - کہ مصر میں لارڈ لائڈ کا جانشین کس کو بنایا جائے لیکن ... کو معلوم ہوا ہے - کہ اس ... میں سر پرسی لورین سفیر یونان کا نام لیا جاتا ہے ۔

لنڈن ۱۱ - جولائی (بذریعہ ڈاک) امان اللہ خان روم کے افغان سفارت خانہ میں فروکش رہتے ہیں - ۲۲ - آدمی ان کے ساتھ ہیں ۔

لنڈن ۲۹ - جولائی - لنکاشائر میں تین لاکھ جولاہوں اور دو لاکھ سپنرز کی سوموار کو ہڑتال ہوئی - کیونکہ مالکان نے تنخواہوں میں ۵ فیصدی تخفیف کر دی تھی - اور کارخانے بند کر دئے تھے - لیبر وزارت کے نمائندے آیت وار راستے کو کافی دیر تک گفت و شنید کرتے رہے تاکہ ہڑتال نہ ہونے پائے - مالکان نے تخفیف کا نوٹس واپس لینے سے انکار کر دیا - اور مزدوروں کے لیڈروں نے اس وقت تک مصالحت کے لئے بات چیت کرنے سے انکار کر دیا - جب تک کہ تخفیف کا اعلان واپس نہ لے لیا جائے ۔

نانکن ۲۹ - جولائی - نیم سرکاری اطلاع مظہر ہے - کہ روس نے چین کی یہ درخواست نامنظور کر دی ہے - کہ صلح کے لئے پُرامن گفت و شنید کی جائے - حکومت چین نے یہ معاملہ لیگ اقوام کے سپرد کیا ہے ۔

لنڈن ۲۸ - جولائی - کمیونسٹوں کے ایک جلوس کا جس نے چینی سفارت خانہ کے باہر مظاہرہ کرنا چاہا تھا - پولیس سے تصادم ہو گیا - پولیس نے انھیں منتشر کر دیا -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)